* ओ३म् *
वानी भण्डार
तक संख्या 0:316
का संख्या
क पर सब प्रकार की निशानियां
वर्जित है। कोई महाशय १५ दिन से
र तक पुस्तक अपने पास नहीं रख
अधिक देर तक रखने के लिये पुनः
प्त करनी चाहिये।
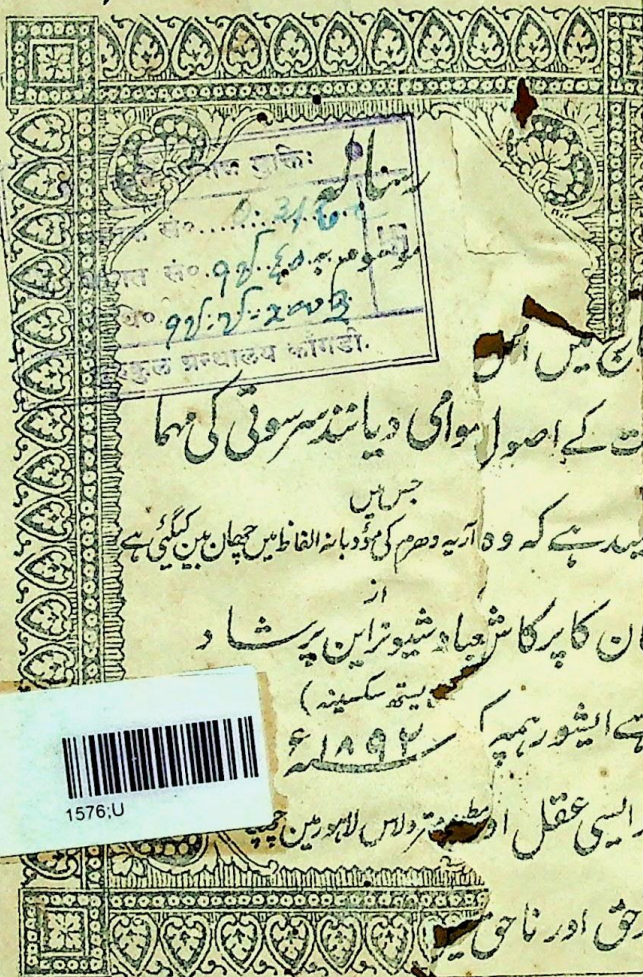
فہرست مضامین

ॐ

پرارتھنا

ایشور پرماتما کو ٹان کوٹ دھنباد کر کے ہم اس دھرم
کارج میں اس کی سہائتا چاہتے ہیں۔ کہ ہمیں دیانند
مت کے اصول و تعلیم کا یتھارتھ گیان ہو اور ہمیں قوی
امید ہے کہ وہ پرماتما جس سے ستّ ودّیا اور ستّ
گیان کا پرکاش ہوا ہماری اس کامنا کو پورن کرے گا۔
ہے ایشور ہم پر کرپا درشٹی کر کے ہمیں پکشپات سے رہت کر
اور ایسی عقل اور سمجھ دے کہ بھلے اور برے جھوٹھ اور سچ
اور حق اور ناحق میں کما حقہ تمیز کر سکیں ٭

دیانندمت کے دھرم شاستروں کی حقیقت

اس پنتھ سے واقفیت حاصل کرنیکے لئے جس سے پوچھو یہی کہتا ہے کہ سوامی دیانند
کے بنائے ہوئے ستیارتھ پرکاش اور رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا کا مطالعہ کرو۔ جو لوگ سوامی
جی مہاراج کے زیادہ معتقد ہیں وہ تو یہاں تک دعوے کرتے ہیں کہ مذہب کے متعلق
جتنے امور ہیں سب ستیارتھ پرکاش میں مندرج ہیں۔ یہی ایک پستک وید اور دھرم
شاستر اور سب ست شاستروں کا کام دیسکتی ہے۔ سوامی جی نے ہمارے اوپر بڑی
دیا لُو کرکے دریا کو کوزے میں بھر دیا ہے اگر اس بھارت ورش کا بھلا ہونا ہے
تو اسیکے وسیلے سے ہوگا۔ اور اگر اس دیش کی اُنّتی ہوگی تو اسیکے ذریعہ سے ہوگی۔
ایسی تعریف سُنکر کب رہا جاتا ہے۔ بے اختیار مارے شوق کے دو تین ستیارتھ
پرکاش منگا کر دھر لئے۔ اور ورق اُلٹنے شروع کئے۔ طبیعت تو یہی چاہتی تھی کہ
ایکدم سے گھولکر پی لو اور دیش اُنّتی کرنے لگو۔ مگر کیا کیجیئے خدا نے ایسا صحیح ہاضمہ
نہیں دیا۔ لاچاری کو ایک سرے سے دیکھنے کا ارادہ کیا۔ اور ابتدا میں پہلے چھاپے
کی ستیارتھ پرکاش کو ہاتھ میں لیا۔ مگر دفعتاً ایک دیانندی صاحب بول اُٹھے کہ
اسے رہنے دو۔ دوسرے مرتبہ کی چھپی ہوئی کتاب کو دیکھو۔ وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اس
میں پوپوں نے ملاوٹ کردی ہے۔ چنانچہ جب سوامی جی کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو جتنی
کتابیں بکنے سے رہگئی تھیں سبکو پھنکوا دیا۔ اور اس مضمون کا ایک اشتہار بھی دیدیا

کہ پہلے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش میں ملاوٹ ہے - جبتک دوسرا ایڈیشن نہ نکلے
سب لوگ اپنا ایمان ادھر ہی لگا رکھیں - ہمیں یہ بات سوامی جی کی عقلمندی سے
بعید معلوم ہوئی - مگر انکا دل رکھنے کو دوسری کو اٹھا لیا - شروع ہی نویدن پر نظر
پڑی - اُسکے آخری پیرے میں یہ لکھا دیکھا :-

یہ گرنتھ پرتھماورتی میں چھپا تھا - اُسکو بہت دن ہو گئے - اس کارن شنتنہ لوگوں
کی شیگھرتا چھپنے کی وشے میں آئی اس کارن ... ہرتی تھنشہ شیگھرتا میں ہوئی - جیسا
ہمیں گرنتھ کی شودھنے اور دراادھی چھپوانے ... دینے میں ...
پرنتو شیگھرتا کے کارن سے کہیں بھول بھی ہو تو پاٹھک گن ...
آگے پڑھے تو بھی مکا ہیں الفاظ ذیل مسطور ...

جس سمے میں نے یہ گرنتھ ستیارتھ پرکاش بنایا تھا - اس سمے اور اس سے پورو سنسکرت
بھاکھن کرنے - پٹھن پاٹھن میں سنسکرت ہی بولنے اور جنم بھومی کی بھاشا گجراتی ہونیکے
کارن سے مجھکو اس بھاشا کا وشیش پریگیان نہ تھا - اس سے بھاشا اشدھ بن گئی تھی - اب
بھاشا بولنے اور لکھنے کا ابھیاس ہو گیا ہے - اسلئے اس گرنتھ کی بھاشا ویاکرن انوسار
شُدھ کرکے دوسری بار چھپوایا ہے - کہیں کہیں شبد واک رچنا کا بھید ہوا ہے سو کرنا اُچت
تھا - کیونکہ اسکے بھید کئے بنا بھاشا کی پری پاٹی سدھرنی کٹھن تھی - پرنتو ارتھ کا بھید نہیں
کیا گیا - پرتیت وشیش تو لکھا گیا ہے - ہاں جو پرتھم چھپنے میں کہیں کہیں بھول رہی تھی وہ نکال
شودھ کر ٹھیک ٹھیک کر دیگئی ہے ؛ یہ گرنتھ چودہ سملاس ارتھات چودہ وبھاگوں میں رچا گیا
ہے - اسمیں دس سملاس پوروارڈھ اور چار اُتراردھ میں بنے ہیں - پرنتو انت کے دو سملاس اور
پشچات کے سواسدھانت کسی کارن سے پرتھم نہیں چھپ سکے تھے - اب وہ بھی چھپوا دئے ہیں ؛

خلاصہ اسکا یہ ہوا

کہ پہلے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے فروخت ہو جانے پر جب بہت سی درخواستیں
جمع ہو گئیں تو یہ کتاب دوسری مرتبہ چھاپی گئی پہلی ایڈیشن تک سوامی جی کو ہندوستانی
بھاشا سے پوری پوری واقفیت نہیں ہوئی تھی۔ مگر دوسری کتاب کے بنانے کیوقت
تک اچھا ملکہ ہو گیا تھا۔ لہذا دوسری ایڈیشن کی عبارت کو صرف و نحو کے مطابق آمستہ
و پیراستہ کر کے چھپوایا بعض باتیں جو کسی وجہ سے پہلی مرتبہ رہگئی تھیں انھیں دوسری
ایڈیشن میں داخل کر دیا۔ عبارت آرائی کیلئے الفاظ کی کمی بیشی تو ضرورتاً کرنی پڑی تھی
مگر اصلی مطلب میں کچھ فرق نہیں آنے دیا ۔ اب دیکھئے یہاں صاف لکھا ہے۔ کہ
ارتھ کا بھید نہیں کیا گیا۔ اسواسطے پہلے چھاپے میں ملاوٹ بتلانا سوامی جی کو
جھوٹا ٹھہرانا ہے ۔ جب ہمنے یہ عبارت اُن دیانندی صاحب کو دکھلائی۔ تو اتنا تو
اُنھیں ماننا پڑا کہ بیشک دوسری ایڈیشن پہلی ایڈیشن کے بک جانے اور زاید درخواستوں
کے جمع ہو جانے کی وجہ سے ہوئی۔ ملاوٹ یا بھول کو اسمیں کچھ دخل نہیں۔ مگر اس بات
کو کہ در اصل پہلی میں کچھ ملاوٹ نہیں ہے اُنھوں نے پھر بھی نہ مانا اور اپنے بیان کے
ثبوت میں ویدبھاشیہ انک ۲ دو کے ٹائیٹل پیج پر سوامی جی کا یہ ڈگیاپن نکالکر دکھلا دیا
کہ ستیارتھ پرکاش میں ترپن اور شرادھ کے وشئے میں جو چھاپا گیا ہے سو لکھنے اور شودھنے والوں
کی بھول سے چھپ گیا ہے ۔ یہ دیکھکر ہمیں اُلٹے لینے کے دینے پڑ گئے۔ یعنے ہم تو یہ
چاہتے تھے کہ سوامی جی پر آنچ نہ آنے دیں۔ مگر جب وہ خود ہی ہاتھ کٹا بیٹھے تو پھر کیا
کریں۔ سوچتے سوچتے ہمیں یہ بات سوجھی کہ شائد ویدبھاشیہ کا یہ ڈگیاپن ہی کسی
بدعتی نے چھپوا دیا ہوگا در اصل سوامی جی کی طرف سے نہ ہوگا۔ کیونکہ ڈگیاپن کی تو

فقط تھوڑی سی عبارت ہے اور مرونکے شرادھ کی تائید میں پہلی ستیارتھ پرکاش میں
صفحوں کے صفحے رنگے ہوئے ہیں۔ مگر ہمارے دیانندی مشفق نے ہماری اس حجت کو
بھی چلنے نہ دیا۔ اور اپنی تائید میں یہ دلیل پیش کی۔ کہ دوسری دفعہ کی ستیارتھ
پرکاش میں سوامی جی نے مرونکے شرادھ کا اُلٹا کھنڈن کیا ہے۔ اسکے جواب میں
ہمیں یہ کہنا پڑا کہ بتلائیے اسی بات کا کیا ثبوت ہے کہ دوسری ستیارتھ پرکاش اول سے
آخر تک بالکل صحیح ہے اور سوامی جی مہاراج کی خاص اپنی نوشت ہے۔ کیا عجب ہے
کہ یہ اُنکے دیہانت کے پیچھے بنی ہو اور اُنکے مخالفوں نے اُنکا نام خراب کرنے کے لیے
چار چھ مہینے پہلے کی تاریخ لگا دی ہو۔ جب دوسری ایڈیشن اُنکے مرنے کے بعد نکلی تو
بلا کسی کامل ثبوت کے ہم کیسے اعتبار کرلیں کہ یہ بچہ اپنے سگے باپ کے نطفہ سے ہے۔
ہاں پہلی کتاب پہ اس قسم کا کوئی دھبہ نہیں لگ سکتا۔ پہلی کتاب تو دس برس برابر
اُنکے سنگ رہی۔ دوسری کو تو کسی نے ایک دن بھی اُنکے ہاتھ میں نہیں دیکھا۔ یہ سُنکر
حضرت لاجواب ہوکر بغلیں جھانکنے لگے۔ اور اپنا سا منہ لیکر رہگئے۔ گو اس ردّ و کد
میں ہمارا پلہ وزنی رہا۔ مگر سچ کہیں ہمارے دلمیں اسی گھڑی سے چور بیٹھگیا۔ کہ ہو
نہو ضرور کچھ دال میں کالا ہے۔ بقول شخصے۔ بگڑی صورت مسکی انگیا کان کا ٹیڑھا
بالا ہے۔ یارو ہم پہچان گئے کچھ دال میں کالا کالا ہے ✣ ہمنے کہا یا الٰہی یہ کیا ماجرا
ہے۔ ایسے ودوان سے یہ کب ہوسکتا ہے کہ ادھر تو کہے کہ پہلی اور دوسری میں ارتھ
کا بھید نہیں کیا اور اُدھر صفحوں کے صفحے بدل ڈالے۔ ایک نیا پنتھ رچنے جاوے اور اتنا
خیال نہ کرے کہ اگر اُسکے پنتھ کے دھرم شاستر میں غلطی رہگئی تو اُسکے سارے معتقدوں کا
دھرم بھرشٹ ہوجائیگا۔ جس شخص نے اپنا تن من دھن دیش اُنتی کے لئے ارپن

کر دیا ہو۔ اُس سے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایسی بیش بہا کتاب کو جسپر اُسکے پنتھ کا تمامی
دار و مدار ہو اور جو اُسکی ساری عمر کی کمائی ہو۔ دوسروں کے بھروسے چھوڑ دے۔ معمولی
انسانوں کا بھی یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ بنا پرتال کئے اپنی کتاب کو شائع نہیں ہونے دیتے۔
کیا وہ عوام الناس سے بھی گئے گذرے ہو گئے۔ وہ تو اوروں کو پوپوں کے جال سے
نکال لیتے تھے اور اُنکے ہتھکنڈوں سے بخوبی واقف تھے۔ بھلا پھر آپ ہی اُنکے فریب میں کیسے
آ گئے۔ وہ پھر سب چھاپہ خانوں کے کارپرداز اچھی طرح جانتے ہیں کہ دوسرے کی کتاب میں
تصرف کرنا بمنزل جعلسازی کے ہے اور قانوناً بڑا سنگین جرم ہے۔ اُن کا یہ حوصلہ کسطرح
پڑا کہ اسمیں جا بیجا لکھدیا۔ وہ یہ بات بھی بخوبی جانتے ہونگے کہ بڑے بڑے وکیل اور بیرسٹر
سوامی جی کے چیلے ہیں۔ ذرا بھی تین پانچ کی تو ہڈی تک چبا ڈالیں گے۔ مزید براں
پہلی ستیارتھ پرکاش میں تو دو طرفہ راجہ جیکرشن داس کی مہر لگی ہوئی ہے جسمیں اُنکی
مہر ہو وہ مال مسروقہ اور مشتبہ گنا جاتا ہے۔ اس صورت میں اس کتاب میں
ملاوٹ کا گمان بالکل نادرست ہے۔ علاوہ ازیں اس بات کی بھی معتبر شہادتیں موجود
ہیں کہ سوامی جی اسکے پروف خود ہی دیکھا کرتے تھے۔ اور اختتام پر ایک ایک حرف
کو بغور مطالعہ کر کے اسکا شدھ پتر بھی اپنے ہاتھ سے بنایا۔ لہذا یہ بات بخوبی پایۂ
ثبوت کو پہنچ گئی کہ پہلی ستیارتھ پرکاش کا ایک ایک حرف سوامی جی کے اپنے ہاتھ
کا لکھا ہوا ہے۔ اور وید بھاش کا وگیاپن اگر حقیقت میں سوامی جی کی طرف سے
ہے۔ تو سوامی جی نے اپنے تغیر اعتقاد کے چھپانے کے لئے مطبع کی آڑ میں پناہ لی ہے
ایسے اعلیٰ درجہ کے ریفارمر کے لئے یہ حرکت کسقدر نازیبا معلوم ہوتی ہے۔ مگر زمانے
کی چالبازیوں کو دیکھ کر ہمیں اُن کی اس حکمت عملی پر تعجب کا کوئی موقع نہیں۔ آج کل

راستبازی کی کوئی اتنی قدر نہیں کرتا - اگر وہ سیدھی طرح لکھدیتے کہ پہلے ہمارا
عقیدہ کچھ اور تھا اب کچھ اور ہو گیا - تو پہلے تو اُنکے بالکوں کی نظر میں ہی اُنکی عزت کم
ہو جاتی - پھر اُنکے مخالف چین نہ لینے دیتے - اپنے بیگانے سب یہی کہنے لگتے کہ
جسکی چھن چھن مت بدلتی ہے اُسکا کیا اعتبار - یہ بات اور ہے کہ اُنھوں نے
اوائل عمر میں بیسیوں مت اختیار کر لئے - کیا وجہ کہ یہ حرکت اُنھوں نے حق
کی تلاش میں کی - مگر جب وہ خدا میں رل گئے اور دیانند سرسوتی بن گئے اُس
حالت میں ایسی کارروائی کرنا اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں پر کلھاڑی مارنے کے
برابر ہوتا - جن لوگوں کو اُنھوں نے دس سال برابر پہلے ستیارتھ پرکاش پر
چلایا اُن کی دل شکنی کرنا کتنی بُری بات تھی - ایک شخص کی بے احتیاطی سے
ہزاروں کا ایمان جانا کچھ ہنسی کھیل نہیں ہے - سبکے دلوں میں یہ آگ بھڑک
اُٹھتی کہ اس پاکھنڈی نے ہمارا ایمان لیا - پھر نہ جانیں سوامی جی کا کیا کر ڈالتے
پرلوک تو کون دیکھ آیا ہے - مگر جگ ہنسائی کا خیال نہ رکھنا عقلمندی سے بعید
ہے - لہذا سوامی جی کی زمانہ سازی کو عیب لگانا فضول ہے ؏

بالفرض یہ بھی مان لیا جاوے کہ سوامی جی کی تصنیف میں کسی دشمن نے ملاوٹ
ہی کر دی - اور جب سوامی جی کو یہ حال واضح ہوا تو اُنھوں نے فی الفور مناسب
طور پر اسکا تدارک کیا - تو اس صورت میں یہ بھی ماننا پڑیگا - کہ جب اُنھیں ایسی
ایک جعلسازی کا پتا لگا ہوگا تو ضرور اُنکے دلمیں شک پیدا ہو گیا ہوگا - اور اُنھوں
نے کل کتاب کی اچھی طرح پڑتال کی ہوگی - اگر کسی اور مقام پر بھی ایسی کارستانی
ہوئی ہوتی تو جہاں اُنھوں نے شرادھ کی تردید کی تھی وہاں اُن غلطیوں کا بھی

ضرور ذکر کرتے - مگر چونکہ انکے اشتہار میں کسی اور ملاوٹ کا ذکر نہیں ہے - اسواسطے
باقی کی کل کتاب کو بہر کیفیت ضرور صحیح ماننا پڑیگا *

ستیارتھ پرکاش پہلی مرتبہ ۱۸۷۵ء میں چھپی تھی اور دوسری دفعہ ۱۸۸۴ء میں
۷۵ سے ۸۴ تک دس سال ہوتے ہیں اس عرصہ میں تمام دیانندی مہاشوں کا
پہلے ہی چھاپنے کی کتاب پر ایمان رہا - تمام دیانندی سماج اسی کو اپنا مکھ دھرم
گرنتھ جانتے رہے - اور اسیکے موجب اپنے دھرم کا پرچار کرتے رہے - اسی کتاب
کو یہ شرف حاصل ہے کہ جیسے آفتاب کی طرح دنیا میں پرکاشمان ہوئی - تب سے
سوامی جی کے دیہانت تک برابر انکے ساتھ رہی - سوتے وقت انکے سرہانے اور
اپدیش کرتے وقت انکے ہاتھ میں - اسی کتاب نے دیانند مت کی بنیاد ڈالی - اسی
کتاب نے اس مت کو رواج دیا - اسی کتاب نے اس مت کو عروج پر پہنچایا - اسی
نے ہزاروں آدمیوں کو چاہ ضلالت سے نکالا - اسی بدولت حق کے متلاشی اپنے
گھر بار ماں باپ دوست آشنا کو الوداع کہکر سچے رستے پر آگئے - دوسری کتاب
تو جب یہ سب ہولیا کہیں اخیر میں جاکر چھپی - پھر وہ ایسی مبارک بھی نہیں ہوئی -
برس دن کی بھی ہونے پائی تھی - اور کیا جانے پیٹ میں ہی تھی کہ اپنی ماں کو
کھا لیا - برعکس اسکے پہلی کتاب برسوں ناز و نعمت کے ساتھ اپنی ماں کی گود میں
پلی * پہلی کتاب نے سوامی جی کے اقبال کا ڈنکا بجایا - دوسری انکی موت کا پیغام
لائی - لہذا جو لوگ دوسری کو پہلی پر ترجیح دیتے ہیں وہ صریحاً انصاف کا خون
کرتے ہیں - ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ دوسری کی بیقدری کرو - اسے بھی مانو مگر
اسکے درجہ پر - گو دوسری کم سن ہے اور رنگ و روپ میں اچھی ہے - مگر پہلی کے

حقوق کو نہیں پہنچ سکتی - یا یوں کہئے کہ پہلی کے حقوق سگی کے برابر ہیں اور
دوسری کے سوتیلی کے ؎

جیسے پہلی ستیارتھ پرکاش کے فروخت ہوجانے پر دوسری شائع ہوئی اسی طرح
جب دوسری کی تمام کاپیاں بک گئیں تو تیسری نکلی - مگر دوسری اور تیسری میں
کچھ ایسا فرق نہیں ہے - اسے سوامی جی کے بالکوں نے چھپوایا ہے اور شاستروں
کے پرمانوں کے جہاں تک ان بچاروں سے بنا پتہ بھی لکھدئے ہیں ؎

یہ تو ان تینوں ستیارتھ پرکاش کی پیدائش کا حال ہوا - اب ناظرین کی خدمت
میں ہم وہ وہ گوہر نایاب پیشکش کرینگے جو سرسری نظر سے دیکھنے میں ہمیں ستیاب
ہوئے - عدیم الفرصتی کی وجہ سے ہمسے یہ تو نہیں ہوسکتا کہ اسکی ساری خوبیوں کو
معرض بیان میں لائیں - جسے پورا مزہ لینا ہو وہ خاص ستیارتھ پرکاش کی سیر
کرے - ہاں بانگی دکھلانیکا جو حق ہوتا ہے اسمیں ہمسے کوتاہی نہوگی - ارباب
دانش وبینش اسی نمونہ پر کل کتاب کی خوبیوں کا اندازہ کر لینگے العاقل تکفیہ الاشارۃ

ہمارا جی تو نہیں چاہتا کہ ایسے بیش بہا جواہرات کو دھوپ دکھلائیں -- مگر
دیانندیوں کے ساتھ ست سنگ کرنے سے ذرا سی دیش اُنتی کی بو ہم میں بھی
سما گئی ہے - وہ ہر وقت ٹھوکے دیتی رہتی ہے کہ اکیلے ہی اکیلے مزے اُڑانا انسانیت
سے بعید ہے - اسلئے ہمنے ان چند سطور کو اس ڈھب سے قلمی کیا کہ ہمارے تمام
بھائیوں کو دیانندمت کا مزہ بھی آجاوے اور کچھ ایسا خرچ بھی نہ کرنا پڑے - نہ زیادہ
وقت صرف ہو - کم خرچ بالانشیں ؎

اس رسالہ میں دوسری اور تیسری دفعہ کی چھپی ہوئی ستیارتھ پرکاش کا

زیادہ حوالہ دیا جائیگا - کیونکہ یہ ہر ایک جگہ آسانی سے مِل سکتی ہیں - پہلی ایڈیشن عنقا وار ہو رہی ہے - اسلئے اُسکا ذکر خیر بہت کم آویگا ✣

ست دھرم اور ست پُرشوں کے پرکھنے کیلئے ہمنے ستیارتھ پرکاش سے مفصلہ ذیل کسوٹیاں نکالی ہیں :-

(۱) جیسے کو ویسا جاننا گیان اور انتھ تھا جاننا اگیان ہے - دوسری کا صفحہ ۳۰۱ اور تیسری کا ۳۱۱ ✣

(۲) پرمانک وہ ہوتا ہے جو سروداست مانے - ست بولے - ست کرے - جھوٹ نہ ملنے - جھوٹ نہ بولے اور جھوٹ کداچت نہ کرے - دوسری ۲۹۲ - تیسری ۲۹۵ ✣

(۳) جس پُرش نے جسکے سامنے ایک بار چوری جاری متھیا بھاشنادی کرم کیا اُس کی پرتشٹھا اُسکے سامنے مرتیو پریَنت نہیں ہوتی - جیسی ہانی پرتگیا متھیا کرنیوالے کی ہوتی ہے - ویسی انیہ کسیکی نہیں ✣ دوسری ۳۴ - تیسری ۳۳ ✣

(۴) ایک مَنُش کے بنانے میں ایسی پرسپر وِرُدّھ بات نہیں ہوتی تو وِدوان کی بنائی میں کبھی نہیں آسکتی - اسمیں ایک بات کو سچی مانے تو دوسری جھوٹھی اور جو دوسریکو سچا ملنے تو تیسری جھوٹھی اور جو تیسریکو سچا مانے تو انیہ سب جھوٹھی ہوتی ہیں پہلی ۳۲۸ - دوسری ۳۳۲ ✣ پھر - اِن دونوں میں سے ایک بات سچّی دوسری جھوٹھی ایسا ہو کر دونوں جھوٹی ۳۳۲/۳۳۴ ✣

(۵) جیسے اتی اُتم انّ بِکھ سے سُکت ہونیسے چھوڑنی یوگیہ ہوتا ہے ویسے یہ گرنتھ ہیں - جو کوئی اِن متھیا گرنتھوں سے ست کا گرہن کرنا چاہے تو متھیا بھی اُسکے گلے لپٹ جاوے

اسلئے اسشا سے ٹیکت گرنتھستھ ست کو بھی ویسے چھوڑ دینا چاہیئے - جیسے بکھ ٹیکت
انّ کو ÷ صفحہ ۱۷ و ۲۷ دونوں کا ÷

(۶) بہت منش ایسے ہیں کہ جنکو اپنے دوش تو نہیں دیکھتے کنتو دوسروں کے دوش دیکھنے
میں اتی اُدّیکت رہتے ہیں - یہ نیائے کی بات نہیں کیونکہ پرتھم اپنے دوش نکال کے
پشچات دوسرے کے دوشوں میں درشٹی دیکے نکالیں ÷ $\frac{396}{402}$ صفحہ ÷

(۷) جو جیسا منش ہوتا ہے وہ پرایہ اپنے ہی سدرش دوسرونکو سمجھتا ہے ÷ دوسری کا صفحہ ۳۴۴

(۸) جو دوسرے متوں کو کہ جسمیں ہزاروں کروڑوں منش ہوں جھوٹھا بتلاوے اور اپنے کو
سچّا اُس سے پرے جھوٹا دوسرا مت کون ہو سکتا ہے ÷ دوسری ۵۴۶ - تیسری
۵۵۲ ÷

(۹) جو وید اور وید انکول آپت پرشونکے کئے شاستروںکا اپمان کرتا ہے - اُس وید نندک .
ناستک کو جاتی پنگتی اور دیس سے باہر کر دینا چاہیئے ÷ دوسری ۵۲ - تیسری ۵۲ ÷

(۱۰) جیسے ایک ہنڈیا میں چڑتے چاولوں میں سے ایک چاول کی پریکشا کرنے سے پکّے وا کچّے
ہیں سب چاول ودت ہو جاتے ہیں ایسے ہی اس تھوڑے سے لیکھ سے سجّن لوگ بہت سی
باتیں سمجھ لینگے - بدّھیمانونکے سامنے بہت لکھنا آوشیک نہیں - کیونکہ دِگ درشن وت
سمپورن آشے کو بدّھیمان لوگ جان ہی لیتے ہیں ÷ دوسری ۱۶۸ - تیسری ۴۷۹ ÷

بانگی دکھلانیکے لئے اتنی کسوٹیاں کافی ہیں - اور دیانند مت کے دسوں اصول سے
کچھ کم درجہ کی نہیں - اب سوامی جی کے عقائد وتلقین کو ملاحظہ کیجئے ÷

سوامی جی پیشتر کے سارے رشیوں منیوں سے زیادہ لیاقت رکھتے تھے
وہ خود اسکے گواہ ہیں - ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

سوامی جی کے وید بھاشیہ کے وگیاپن پتر کے تیسرے اور چوتھے صفحہ میں لکھا ہے کہ:
یہ وید بھاشیہ اپورو ہوتا ہے ارتھات اتینت اتم بنتا ہے - کیونکہ اسمیں آرش مان
واکیوں کلپت لیکھ نہیں ہوتا ہے بڑے بڑے ودوان آریاورت باسی پرتھم ہو گئے ہیں - جیسے
وید دُنکے ارتھ کو یتھاوت جانتے تھے - جو کہ ستیہ وادی - جتیندری اور دھرماتما تھے -
تھا جنکی بدھی میں سب لوگوں کا اپکار کرنا ہی رہتا تھا - جو کہ ویدوں میں پرم
ودوان تھے - اور جنکی نشٹھا ایک ادوتیہ برہم میں تھی - جیسے برہما سے لیکر
بیاس جی پرینت منی جو کہ منن شیل تھے - اور رشی جو کہ وید منتروں کے ارتھوں کو
یتھاوت جاننے والے تھے انکے کئے سناتن جو گرنتھ ہیں - شکشا - کلپ - ویاکرن
نگھنٹو - نرکت - چھند اور جوتش - یہ ویدوں کی چھ انگ کہاتی ہیں - تتھا
ایتریہ - شتپتھ - سام - اور گوپتھ یہ ویدوں کے چار براہمن کہلاتے ہیں - تتھا
پوروممانسا - ویشیشک - نیائے - یوگ - سانکھیہ - اور ویدانت یہ چھ شاستر
کہلاتے ہیں - اور چار اُپ وید ہیں آیُر وید جو ویدیک شاستر ہے - دھنر وید جو راج
ودیا ہے - گندھرو وید جو گان شاستر ہے - اور ارتھ وید جو شلپ شاستر ہے -
یہ چار اُپ وید کہاتے ہیں - تتھا ایش - کین - کٹھ - پرشن - منڈک - مانڈوکیہ - تیتری
ایتریہ - اور شویتاشوتری - یہ دس اپنشد کہاتے ہیں * ۱۱۲۷ ویدوں کی شاکھا ہیں
جو کہ ویدوں کے اوپر منی اور رشیوں کے کئے ویاکھیان ہیں - انمیں سے جتنی شاکھا
ملتی ہیں اور مول وید جو رگ - یجر - سام - اور اتھرو وید انکی جو چار منتر سنگھتا
ہیں یہ ایشور کرت سناتن چار وید کہلاتے ہیں - شکشا سے لیکر شاکھانت پرینت
وید کے جو ستیہ ارتھ یکت ویاکھیان ہیں - جو کہ برہما سے لیکے ویاس جی پرینت

رشی اور مُنیوں کے کئے ہیں - اُن سناتن ست گرنتھوں کے بچنوں کا لیکھ پرمان سے سہت اور مول وید وں کے بھی پرمانوں سے سہت یہ وید بھاش رچا جاتا ہے ٭

دوسری ایڈیشن کی ستیارتھ پرکاش کے ۲۰۴ صفحہ پر لکھا ہے (پرشن) وید سنسکرت بھاشا میں پرکاشت ہوئی - اور وے اگنی ادی رشی لوگ اُس سنسکرت بھاشا کو نہیں جانتے تھے - پھر ویدوں کا ارتھ اُنھوں نے کیسے جانا ٭ (اُتّر) - پرمیشور نے بنایا اور دھرماتما یوگی مہارشی لوگ جب جب جس جس کے ارتھ کے جاننے کی اِچھا کر کے دھیان اَوستھت ہو پرمیشور کے سروپ میں سمادھست ہوئے - تب تب پرماتما نے ابھیشٹ منتروں کے ارتھ جتائے - جب بہتوں کے آتماؤں میں وید ارتھ پرکاش ہوا - تب رشی مُنیوں نے وید ارتھ اور رشی مُنیوں کے اتہاس پُوروک گرنتھ بنائے - اُنکا نام براہمن ہوا ٭

پھر ۵۸۷ صفحہ پر سوامی جی نے اپنے سدھانتوں میں لکھا ہے - چاروں ویدوں (وِدّیا دھرم یُکت ایشور پرنیت سنگھتا منتر بھاگ) کو نِربھرانت سوتہ پرمان مانتا ہوں - وے سوئیں پرمان روپ ہیں کہ جنکا پرمان ہونے میں کسی اَنیہ گرنتھ کی اپیکشا نہیں - جیسے سورج وا پردیپ اپنی سروپ کے سواوتہ پرکاشک اور پرتھوی آدمی کے بھی پرکاشک ہوتے ہیں - ایسے چاروں وید ہیں - اور چاروں ویدوں کے براہمن چھ انگ - چھ اُپانگ - چار اُپ وید اور ۱۱۲۷ ویدوں کی شاکھا جو کہ ویدوں کے ویاکھیان روپ برہما آدی مہارشیوں کے بنائے گرنتھ ہیں - اُنکو پرتہ پرمان ارتھات ویدوں کے انکول ہونے سے

پرمان اور جو انمیں وید ورُدّھ بچن ہیں اُنکا اپرمان کرتا ہوں ॥

اس آخری فقرے میں سوامی جی نے صاف لکھدیا ہے کہ براہمن وغیرہ
گرنتھوں میں وید ورُدّھ بچن ہیں۔ لہذا تیسری چوتھی اور پانچویں کسوٹی کے بموجب
وہ ماننے کے لایق نہیں ॥ شتپتھ وغیرہ براہمنوں نے وید منتروں کا جو ارتھ سماؔدھست
ہوکے ایشور سے دریافت کرکے لکھا ہے اسمیں سوامی دیانند نے غلطیاں بتلائی
ہیں۔ اُن لوگوں نے ایسی اچھی طرح سمادھی نہیں لگائی تھی کہ پرمیشور سے اُنہیں
صحیح ارتھ معلوم ہوجاتا۔ اسلئے سوامی جی نے دوبارہ خوب زور شور سے سمادھی
لگاکے اُنکا ٹھیک ٹھیک ارتھ ایشور سے حاصل کیا۔ اب فرمایئے وہ لوگ بڑے ہوے
یا سوامی جی مہاراج۔ مجبورًا ماننا پڑیگا کہ اُن سب سے سوامی جی ہی بڑے ہیں۔ اور
سوامی جی کے سامنے انکی کچھ حقیقت نہیں ॥ سوامی جی کے اس قول سے دو باتیں
ثابت ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وید سنگھتا کے سوا اور کوئی شاستر ستیہ نہیں۔ دوسری
یہ کہ سوامی جی کے سوا اور کوئی رشی مُنی ساتی پر نہیں ॥ اب یہ دکھلایا جائیگا
کہ سوامی جی وید سنگھتا کی بھی چنداں پرواہ نہیں کرتے تھے اور سوامی جی کا فرمودہ
اُسپر بھی فضیلت رکھتا ہے۔ یا یوں کہئے کہ سوامی جی کو وید کی نندیا کرنے کی بھی عادت
تھی۔ مگر بقول گسائیں تلسی داس۔ "سمرتھ کو نہیں دوش گسائیں۔ روی پاوک
سرسری کی نیائیں۔ سوامی جی کو کچھ دوش نہیں لگ سکتا" "اونگ نمشولئے"
یہ منتر یجروید سنگھتا میں ایشور کی تعریف میں آیا ہے۔ سوامی جی وید بھاشیہ بھومکا
میں خود اسکے مقر ہیں۔ مگر سوامی جی نے دوسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے
صفحہ ۹۴۳۔ اور تیسرے کے صفحہ ۵۵۴ میں اسکے اپدیش کو بُرا لکھا ہے ॥

دوسری بار کی چھپی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۹ اور تیسری کے صفحہ ۱۸ میں بحوالہ
منوسمرتی ادھیا پہلا اشلوک ۱۰ مہرشی سوامی جی نے کہا ہے کہ نارائن پرماتما کا نام ہے
مگر دوسری کے صفحہ ۲۷ اور تیسری کے صفحہ ۲۵ میں اس نام کی مذمت کی ہے۔
آپکی عبارت بجنسہ یہ ہے:۔ نارائینا ئینمہ اِتیادی لیکھ دیکھنے میں آتی ہیں انکو بدعیان
لوگ ویداور شاستر سے وِردّھ ہونے سے متھیا ہی سمجھتے ہیں ⁘ معلوم نہیں سوامی جی
کا وید اور شاستر ستیارتھ پرکاش اور ویدبھاش کبھو مکا ہے یا اور کوئی۔ براہمن
وغیرہ گرنتھ تو انکے عقیدہ کے بموجب ست شاستر ہو ہی نہیں سکتے اور نارائن کے
نام اور وید کے بچن کی بھی آپکی نظر میں کچھ توقیر نہیں۔ اسلئے ماننا پڑیگا کہ ایک تو
سوامی جی سچے دوسرے انکے بنائے ہوئے گرنتھ۔ لہذا

جو اپدیش سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش وغیرہ میں کیا ہے وہی ماننے یوگیہ ہے وہو ہذا

رام نام سمرن نشپھل ہے

(۱) دوسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے ۳۰۷ صفحہ پر لکھا ہے۔ نام سمرن
ماتر سے کچھ بھی پھل نہیں ہوتا۔ جیساکہ مصری مصری کہنے سے منہ میٹھا اور نیم نیم
کہنے سے کڑوا نہیں ہوتا۔ اور ۳۰۲ صفحہ میں لکھا ہے۔ ہرے۔ رام۔ کرشن۔
نارائن شو اور بھگوتی نام سمرن سے پاپ کبھی نہیں چھوٹتا ⁘ چلو بھگوت بھجن اور
رام نام سمرن سے تو چھٹکارا ملا ⁘ ہون سے بھی آزادی مل جاتی ہے۔ گھبرائیے
نہیں یہ صرف ڈس انفیکٹینٹ کا بدل ہے۔ آپ کر دیا نوکر سے کرا لو ⁘

ہوم کیا ہے ۔ وایو شُدھی کی ترکیب اور کچھ نہیں

(۲) سوامی جی نے ہوم کا پھل فقط وایو شُدھی لکھا ہے ۔ اس لحاظ سے اشنان کرکے اور منتر پڑھکے بذات خود ہوم کرنے کی تکلیف اُٹھانا فضول ہے ۔ نوکروں چاکروں سے ہوم کرا دینا کافی ہے ۔ اصلی غرض تو فقط وایو شُدھی سے ہے ❖

بھلے چنگے میں آچمن اور مارجن کرنا بے فائدہ ہے

(۳) پہلی کے ۳۹ ۔ دوسری کے ۴۱ ۔ تیسری کے ۴۰ صفحہ پر اور پنچ مہا یگیہ ودھی میں لکھا ہے کہ آچمن کف اور پت کی نِورِتی کے لئے ہے اور مارجن آلس دور کرنیکے ہیتو ہے جو آلس اور جل پراپت نہو تو نکرے ❖ اس اُپدیش سے سوامی جی کی مراد صاف لفظوں میں یہ ہوئی کہ جسکو کف اور پت کا زور ہو اُسی کو آچمن کرنا چاہئے اور جسے آلس نے گھیرا ہو اُسیکو مارجن کرنا چاہئے ۔ اوروں کے واسطے آچمن اور مارجن کی کچھ ضرورت نہیں ۔ لہذا اسکے منتر بھی فضول ٹھہرے ❖

اُپاس نرکھو

(۴) دوسری صفحہ ۳۳ ۔ تیسری ۴۴ میں لکھا ہے کسیکا اُپواس ستیہ نہیں ہے ۔ برت سے مہاکشٹ ہوتا ہے ❖ مگر پہلی بار کی چھپی سنسکار ودھی کے صفحہ ۷۵ میں یگیو پویت کرانیوالے بالک کو تین دن اُپواس کرنا لکھا ہے ان دونوں میں پرسپر وِرودھ ہے ۔ مگر چونکہ سوامی جی کا آخری حکم یہی ہے کہ اُپواس کرنا ست نہیں اسلئے مہاکشٹ ہوتا ہے ۔ اسواسطے اسی حکم کی دیانندی مہاشئے تعمیل کرتے ہیں ۔ در اصل ست کے گرہن اور استّ کے تیاگ کا یہی پریوجن ہے یعنے جسمیں آرام ملے وہی ست ہے ❖ اور سوامی جی کا تو کچھ کہنا ہی نہیں وہ تو از سرتا پا دیا لتک سے معمور

اُن سے لوگوں کا تکلیف اُٹھانا بھلا کیسے دیکھا جاتا ۔

جنیو کی چیز اس سے کچھ زیادہ توقیر نہیں

(۵) دوسری کے صفحہ ۳۷۹ - اور تیسری ۳۸۵ میں سوامی جی نے یگوپویت کو ودیا کا چِھنہ مانا ہے - اس سے یہ سدھ ہوا کہ جتنے عرصہ ودیا پڑھے اُسی عرصہ میں جنیو رکھے - آگے پیچھے کچھ ضرورت نہیں - علاوہ ازیں یہ بھی سمجھنا چاہیئے - کہ اگلے زمانے میں ودیارتھی اتنے کپڑے نہیں پہنتے تھے اسواسطے اُنکا جنیو دکھلائی دیتا تھا اب کپڑوں کے نیچے چھپ جلانے سے بیکار ہو گیا - اسلئے جنیو کے عوض بلے لگا لینے چاہئیں ۔

ڈاڑھی موچھ کبھی نہ رکھنا چاہیئے اور گرم ملک میں چوٹی تک منڈوا ڈالنی چاہیئے

(۶) دوسری ۲۵۸ - تیسری ۲۵۹ صفحہ - براہمن کے سولھویں - کشتری کے بائیسویں اور ویش کے چوبیسویں برس میں کیشانت کرم - کشور مونڈن ہونا چاہیئے ۔

ارتھات اس ودھی کے پشچات کیول شکھا کو رکھکے انیہ داڑھی موچھ اور سر کے بال سدا مونڈواتے رہنا چاہیئے - ارتھات پُنھ کبھی نہ رکھنا - اور جو شیت پردھان دیش ہو تو کام چار ہے چاہے جتنے کیش رکھیے - اور جو اتی اُشن دیس ہو تو سب شکھا سہت چھیدن کرا دینا چاہیئے - کیونکہ سر میں بال رہنے سے اُشنتا ادھک ہوتی ہے اور اُس سے بدھی کم ہو جاتی ہے - داڑھی موچھ رکھنے سے بھوجن پان اچھی پرکار نہیں ہوتا اور اُچھشٹ بالوں میں رہجاتا ہے ۔ چونکہ ہندوستان گرم ملک ہے یہاں کے باشندوں کو سوامی جی کے اس اُپدیش کے بموجب چوٹی تک منڈوا دینی چاہیئے - اور داڑھی موچھ چھٹ کرا دینی چاہیئے ورنہ گرمی کے سبب عقل میں فتور پڑ جائیگا ۔

اور چونکہ عورتوں کے حقوق بھی مردوں کے برابر ہیں اور اُنکے بے عقل ہونے سے گھر کا ناس ہو جائیگا اور سنتان بھی بدتمیز پیدا ہوگی - اس واسطے انکے سر منڈوانا بھی نہایت ضروری ہے ٭

چھوت چھات کا بچار فضول ہے

(۷) دوسری صفحہ ۲۶۳ - (پرشن) سکھری نکھری کیا ہے (اوتر) سکھری جو جل آدمی میں ان پکائے جلاتے ہیں - اور جو گھی دودھ میں پکاتے ہیں وہ نکھری ارتھات چوکھے - یہ بھی ان دھورتوں کا (یعنے پوپونکا) چلایا ہوا پاکھنڈ ہے - کیونکہ جسمیں گھی دودھ ادھک لگے اُسکو کھانے میں سواد اور اودر میں چکنا پدارتھ ادھک جاوے - اسی لئے یہ پرپنچ رچا ہے - نہیں تو جو اگنی وا کال سے پکا ہوا پدارتھ پکا - اور نہ پکا ہوا کچا ہے - جو پکّا کھانا اور کچّا نہ کھانا ہے یہ بھی سروتر ٹھیک نہیں ٭ (پرشن) دوبج اپنے ہاتھ سے رسوئی بنا کے کھاویں وا شودر کے ہاتھ کی بنائی کھاویں - (اوتر) شودر کے ہاتھ کی بنائی کھاویں - کیونکہ براہمن کشتری اور ویش ورنستھ استری پُرش ودّیا پڑھانے راج پالنے اور پشو پالن کھیتی اور بیپار کے کام میں تتپر رہیں ٭ (پرشن) شودر کے چھوئے پکے ان کے کھانے میں جب دوش لگاتے ہیں تو اُسکے ہاتھ کا بنایا کیسے کھا سکتے ہیں ٭ (اوتر) یہ بات کپول کلپت جھوٹھی ہے ٭

سدابرت نہ لگاؤ

(۸) پہلی صفحہ ۱۲۵ - کتنے گرہست لوگ سدابرت اور کشیتر کرتے ہیں وے انچت کرتے ہیں ٭

تیرتھوں کی برائی

(۹) دوسری صفحہ ۲۰۵ - جو جل استھل مئی ہیں وے تیرتھ کبھی نہیں ہو سکتے - جل استھل تارنیوالی نہیں کنتو ڈبا کر مارنیوالے ہیں - پرنت نیت لوک آدی کا نام تیرتھ ہو سکتا ہے - کیونکہ اُنسے منش آدمی کو ترتے ہیں ⁂

دوسری کے صفحہ ۱۲۶ سے ۳۴۸ صفحہ تک - گیا شرادھ - جگناتھ - رامیشور - دوارکا جوالامکھی - ہردوار - بدری نارائن وغیرہ کی پول کھولی ہے اور واضح طور پر دکھلایا ہے کہ ان تیرتھوں میں نرا پاکھنڈ ہے ⁂ اور جاتریوں کو سوائے تکلیف اور نقصان کے کچھ فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا ⁂

پنچ مہایگیہ کرنا اور ودوانوں کا (یعنے مورکھوں کا) کام ہے

(۱۰) دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۲۳ سطر ۱۷ ⁂

بعضے نئے ہندوؤں کا یہ قول ہے کہ منوسمرتی کا وہ اشلوک جسمیں بدھی پوروک کی قید لگا کے مدھ مانس کھال پان کرنے اور استری گون کی آگیا دی ہے ناجائز ہے - ہمکو یقین ہے کہ جب سوامی جی کا اپدیش انکی نظر سے گذریگا تو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی ⁂

شراب پینے کی بدھی

(۱۱) پہلی کا صفحہ ۲۵۳ - روگ نورتی کیواسطے اوکھدارتھ تو مدہ آدکونکی پرورتی رہنا چاہئے - کیونکہ بہت سے ایسے روگ ہیں کہ جنکے مدہ ادک ہی نورتی کارک اوکھد ہیں سو ویدیک شاستر کی ریتی سے ان روگوں کی نورتی ہو سکتی ہے تو انکو گرہن کرے جبتک روگ نہ چھوٹے - پھر روگ کے چھوٹنے سے پیچھے مدہ آدکونکو کبھی گرہن نہ کریں - کیونکہ جتنے نشہ کرنے والے پدارتھ ہیں وے سب بدھی آدکونکے

ناشنک ہیں ٭ اصلی بات یہ ہے کہ جبتک تشریح نہ کیجائے توکیونکر بات سمجھ میں آئے - ہاں ویشنو اب بھی نہیں ماننے کے - جان چلی جاوے مگر اپنا پرن پالینگے - ایسی ضد کرنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے ٭ اسکے آگے گو وہتیا کرنے اور مانس بھکشن کرنے کی بدھی دیکھئے کس عمدگی سے بیان کی ہے ٭

گاے بیل اور اور جانوروں کے مارنے اور گوشت کھانے کی بدھی

(۱۴) پہلے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش میں بصفحہ ۳۰۳ گومیدھ آدک میں بانجھ گاے اور بیل آدی پشوؤنکا مارنا لکھا ہے اور ۳۰۲ صفحہ میں اُس کی وجوہات کو ان مؤثر الفاظ میں دکھلایا ہے کہ کوئی بھی مانس نکھاے توجانور پکشی متسیہ اور جل جنتو اتنے ہیں اُنسے شت سہسر گنے ہوجائیں پھر منشوں کو مارنے لگیں اور کھیتوں میں دھان ہی ہونے پاوے - پھر سب منشوں کی آجیوکا نشٹ ہونیسے سب منش نشٹ ہوجائیں ٭ اور ۳۸۸ صفحہ پر لکھا ہے کہ پشوؤنکو مارنے میں تھوڑا سا دُکھ ہوتا ہے - پرنتو چراچر میں اَتینت اُپکار ہوتا ہے ٭ ۳۴۳ صفحہ میں سائینس کی دلیل دیکر اس کی تائید مزید کی ہے - اُنکی عبارت بجنسہٖ یہ ہے -

جیو کے مارنے کے سمئے پیڑا ہوتی ہے اُس سے کچھ پاپ بھی ہوتا ہے پھر جب اگنی میں وے ہوم کرینگے تب پرمانو سے اُگت پرکار سب جیوؤنکو سکھ پہنچیگا - ایک جیو کو پیڑا سے پاپ بھیا تھا سو بھی تھوڑا سا گنا جائیگا اَتینت تھا نہیں ٭

پھر ۱۴۵ ویں صفحہ میں تاکید ہے کہ مانس آدی سے سائینگ اور پرات کال ہمیشہ دو وقتہ ہوم کیا کرے ٭ ۱۴۹ ویں صفحہ میں لکھا ہے کہ مانس کے پنڈ دینیمیں کچھ پاپ نہیں - پھر ۱۷۱ ویں صفحہ میں لکھا ہے کہ یگیہ کیواسطے جو پشوؤنکی ہنسا ہے سو ودھی یکت

ہے ٭ عام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ مانس کے جلانے سے بدبو نکلتی ہے مگر سوامی جی نے یہ تحقیق کیا ہے کہ اس سے وایو شدھ ہوتی ہے چونکہ سوامی جی نے یوگ ابھیاس میں ادستھت ہو کے یہ حال دریافت کیا تھا اسواسطے اُنکے فرمودہ کو ہر ایک شخص کو ماننا چاہیئے۔ اُنکو کسی بات کا تعصب مطلق نتھا فقط دیش اُنتی کا خیال تھا۔ اور ہندوؤں کی طرح وہ ایسے بیوقوف نہ تھے کہ گائے کو ماتا کر کے مانتے۔ اُنکی نظر میں گائے اور گدھی کی عزت ایک برابر تھی۔ چنانچہ ۱۴۸ ویں صفحہ میں لکھا ہے۔ گائے تو پشو ہے۔ سو پشو کی کیا پوجا کرنا اُچت ہے کبھی نہیں۔ کنتو اُسکی تو یہی پوجا ہے کہ گھاس جل اِتیادک سے اُسکی رکشا کرنا سو بھی دُگدھ آدک پریوجن کیواسطے انیتھا نہیں۔ اور گدھی کی بھی پوجا ویسی ہی ہوتی ہے۔ جسکو پریوجن رہتا ہے وہ پریوجن کے واسطے کرتا ہی ہے ٭ دراصل سوامی جی نے اس پکش کے سِدھ کرنے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ اسپر بھی پوپ لوگ ہٹھ کیئے جاویں تو وہ جانیں ٭ دیش کی اُنتی کیلئے سوامی جی مہاراج نے شراب پینے اور گوشت کھانے کی ریتی تو بتلائی رہی استری سنگم اور بیچارہ کی وِردھی وہ بھی سنیئے۔ ہمیں امید ہے کہ اسکے پیچھے اور کوئی ہوس باقی نہ رہیگی ٭

بیچار کی بدھی عورت مرد۔ دونوں کے واسطے

(۱۶۲) رگوید آدی بھاشیہ بھومکا کے ۲۱۴ صفحہ میں لکھا ہے کہ پُرش کے پرتی ویدکی یہ آگیا ہے کہ اس وواہت و نیوجت استری میں دس سنتان پرینت اُتپن کرے ادھک نہیں۔ دوسرا ججھ کر لکھتے ہیں کہ وواہت پتی کے مرنے وردگی ہونے سے دوسری پُرش وا استری کے ساتھ سنتانوں کے ابھاو میں نیوگ کرے۔ تتھا دوسری کے

بھی عزن داروگی ہونیکے انتر تیسریکے ساتھ کرنکے - اسی پرکار دسویں تک کردی
کی آگیاہے ٭

دوسری دفعہ کی چھپی ہوئی ستیارتھ پرکاش کے ۱۱۲ صفحہ میں سوامی جی نے پُنر
وِواہ کی بُرائیاں دکھلائی ہیں اور دوئیجوں کے واسطے دوسری شادی کی قطعی ممانعت
کی ہے - اور فقط نیوگ کی ریتی سے کارروائی کرنے کی ہدایت کی ہے - ۱۱۳ صفحہ
پر نیوگ کی خوبیاں بیان کی ہیں ازانجملہ ایک تو یہ ہے کہ نیوگ میں اپنا گھر نہیں چھوٹتا
اپنے رشتہ داروں سے جُدائی نہیں ہوتی - دوسرے اپنے خاوند کی جائداد پر قبضہ رہتا
ہے - تیسرے نیوکت پتی کی خدمت نہیں کرنی پڑتی - چوتھے اُسکے گھر کے دھندوں
سے چھٹکارا ملتا ہے - پانچویں یہ کتنا بڑا فائدہ ہے کہ اُس نگوڑے کے آدھین اور
پابند نہیں ہونا پڑتا - بلکہ تو ان کے سمبندھ کے نیوکت پتی پاس تک نہیں پھٹکنے پاتا
فقط مطلب سے مطلب - فرمائیے پشیمہ کرانے میں اس سے اور کیا زیادہ فائدے
ہیں - اسپر بھی اگر کوئی پھکلہ میں بیٹھے تو اُس کی بیوقوفی ٭٭ اسکے آگے سوامی جی
نے یہ قانون باندھا ہے کہ اس نیوگ کی ریتی سے استری و پُرش دس دس
سنتان پیدا کرسکتے ہیں - مگر یہ شرط ہے کہ ایک ہی نیوکت استری یا پُرش سے دس
سنتان اُتپتی نکرے - نئے مردوں یا عورتوں سے پیدا کرے - کیونکہ ظاہر ہے
ایک ہی میں وہ کیفیت نہیں ٭ گیارہوں خاوندوں کے یہ نام بتلائے ہیں - پہلا
کا سوم - دوسرے کا گندھرب - تیسرے کا اگنی - اور چوتھے سے گیارھویں تک کا
منش ٭ اسکے آگے ۱۱۹ صفحہ میں لکھا ہے کہ یہ قید نہیں ہے کہ خاوند کے مرنے پر
ہی نیوگ کرے - خاوند کے جیتے جی بھی نیوگ ہوسکتا ہے - چنانچہ اگر کسی کا خاوند

دھرم کارج کے لئے پردیس گیا ہو اور آٹھ برس سے زیادہ ہو جائیں تو نیوگ کر کے
اولاد پیدا کر لے - اور جو ودّیا اور کیرتی کے لئے گیا ہو تو چھ برس تک راہ دیکھے
اور اگر کمائی کی خاطر گیا ہو تو فقط تین برس انتظار کرے اور بعد میں سنتان
اُتپتی کے لئے نیوگ کر لے - جب اُسکا بیاہتا خاوند آجاوے تو نیوکت خاوند کو
چھوڑ دے اور ۱۱۹ صفحہ میں لکھا ہے کہ جب پتی سنتان اُتپتی میں اسمرتھ ہووے
تب اپنی استری کو آگیا دیوے - کہ ہے شُبھگے - سوبھاگیہ کی اِچھیا کرنے ہاری
استری ! تو مجھسے دوسرے پتی کی اِچھا کر - کیونکہ اب مجھسے سنتان اُتپتّی کی
آشا مت کر ۔ ۔ پھر ۱۲۰ صفحہ میں لکھا ہے - کہ گربھ وتی استری سے ایک برس
سماگم نہ کرنے کے سمے میں پُرش وا استری سے نہ رہا جاوے تو کسی سے نیوگ
کر کے اُتپتّی کر دیوے ۔ مگر سوامی جی نے یہ بھید نہیں بتلایا کہ گربھ وتی
استری حمل کی حالت میں باہر والے کے واسطے ایک اضافہ اولاد کیونکر پیدا کر سکتی
ہے - آخر اوستاد تھے ایک نکتا اپنے ہاتھ میں رکھ لیا ۔ مگر تاہم سچ پوچھیے تو
جتنا کچھ اُنھوں نے بتلا دیا ہے وہ کیا تھوڑا ہے - دیش اُنّتی کے لئے اتنا ہی کافی
ہے اور مکتی بھی ہاتھ باندھے کھڑی ہے - اگر اس طریق پر عمل کیا جاوے تو دنیا میں
کوئی بھی بے اولاد نہ رہے - نہ کسیکو شادی کرنے اور گلے میں جنجال باندھنے کی ضرورت
ہو - اور نہ چکلہ میں بیٹھنے یا پیٹ گرانے کی کسیکے جی میں آوے - نہ ننھے ننھے معصوموں کی
اس بیرحمی سے جان جاوے ۔ زنانہ مدرسوں میں تو اس قسم کی تعلیم ہوتی ہی ہوگی
مگر کلجگ کے آریوں کا فرض ہے کہ اپنے گھروں میں بھی ستیارتھ پرکاش کے اُپدیش کو
ضرور جاری کریں - اور پنچ کنیوں کی نظیر دیکے اُنکے دلوں سے بیجا شرم و حیا کو اٹھا دیں

ہم یقین کرتے ہیں کہ اگر وہ اپنی کوششوں میں ثابت قدم رہینگے تو ضرور بہت جلد کامیاب ہونگے۔ ہر روز اُپدیش دیا جائیگا تو کہانتک انکی طبیعت راستی پر نہ آئے گی۔ ذراسی خیالی بات کے پیچھے سارے دیس کا ناس ہوا چلا جاتا ہے ہمیں سوامی جی کا ہزار ہزار شکر کرنا چاہیئے کہ اُنھوں نے ہمیں سوتے سے جگا دیا۔ ہماری آنکھیں کھول دیں۔ اور تحت الثریٰ سے عالم بالا پر پہنچا دیا سوامی جی نہوتے تو ہمارا کون تھا۔ ایسا دیش ہتیشی۔ تپیشری۔ یوگ ابھیاسی۔ ودوان اور بُدھیمان پھر کاہے کو پیدا ہوگا۔ افسوس سوامی جی عمر طبعی کو نہ پہنچنے پائے اُنھیں نظر کھا گئی۔ پوپوں کی دانتا کل کل نے مار لیا۔ ورنہ دس سال بھی اور جینے پاتے۔ تو سارے جگت کا اودّھار اپنے سامنے ہی کر جاتے۔ ایسے مہاں مہاتما تھے تب تو ایسے ایسے دانا۔ عالم فاضل اُنکی اُنکی قدر کرتے ہیں اور اُنکے بتلائے رستے پر چلتے ہیں۔ دھن ہے اُنکو اور اُنکے پنتھ والونکو۔ جنھوں نے دنیا میں آکے اپنے جنم کو سپھل کیا۔ آپ ترے اور دوسروں کو ترایا۔ ایک ہم ہیں کہ جنسے کچھ بھی نہیں بن آتا۔ لکیر کو پیٹے جاتے ہیں۔ کیا جانیں پرمیشر ہمارا بیڑا کیسے پار کریگا۔ ایسے مہاتموں کے گُن گانے سے کچھ بن جائے تو بن جائے۔ آؤ ہم سب ملکے اُنکے گن گاویں ❊

راگنی جوگیا تال شول

اُپجیو ڈنڈی چھپے پاکھنڈی ڈرے ہیں گھمنڈی دھوت اُنّیائی

ودّیا پاکر لگا اودّیا کر پھر ہٹا کر جیوتی دکھائی
ست کا منڈن دمبھ کا کھنڈن کر پوپلک کی دھول اُڑائی
بڑے بڑے ناستک ہوتکر آستک ہاتھ جوڑ آئے شرنائی

آئے ہیں سوامی دیانند نامی گرجے سبھا میں سنگھ کی نیائیں
ڈر گئے ہیں پرواد ی ان ایشور وادی بھج لگئے دیں دام دہائی
کر شاستر اتھ پرچ ستیارتھ ست اُپدیشونکی دھوم مچائی

لوک لوکانتر مت متانتر کرنہ ... پی اُنسے لڑائی ‌ | دیش دیشانتر دویپ دویپانتر ان گئے اُنکی ہینڈ تائی
ویدونکے بل سے تکیتی پر بل سے کلی یُگ کی کایا پلٹائی | تب اکھنڈ سے تیج پرچنڈ سے رپوان کی چھتیاں دھڑکائی
یوگیندر مہارشی آتم درشی دگ وجے جنکے حصہ میں آئی | اوپیندر ایسا ہونا کٹھن ہے دھرم اولمبی وید اُنیائی

کشٹ اُٹھائے نہیں گھبرائے - دھرم نہ ہارا یدی بکھ کھائی

سوامی جی کی مہما اور اُنکے گنوں کا بکھان تو کس سے ہو سکتا ہے - سچ کہیں اپنے میں تو اتنی قابلیت نہیں - مگر بقول میر صاحب - میر نہیں پیر تم کاہلی اللہ رے نام خدا ہو جواں کچھ تو کیا چاہیئے - نظم میں نہیں بن آتا تو نثر میں ہی اُن کی مدح سرائی کریں ؛

سوامی جی کا حُسن خُلق

سوامی جی گالی گلوچ میں بھی کسی سے ہیٹھے نہ تھے

ہندو لوگ تو یہ بڑنا ندھینگے کہ کسی کو بڑا کہنا معیوب ہے - اور بدزبانی بلا اشتعال سفلہ پن میں داخل ہے - مگر چونکہ ہمنے سوامی جی کی مدح سرائی کا بیڑا اٹھایا ہے ہمارا فرض ہے کہ اس بارہ میں بھی سوامی جی کے مخالفوں کو نیچا دکھائیں - شاید اُن لوگوں نے یہ کہاوت نہیں سُنی کہ عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیئے - شاید اُن لوگوں کو اس بات کی خبر نہیں کہ مخالف کو ڈنڈ نہ دینا ادھرم میں داخل ہے اصل میں صاحب لیاقت ہونا یہی معنے رکھتا ہے کہ چاہے جس طرف رجوع کرے پورا کر دکھائے اور شیر مرد اور رحق بین بھی وہی کہلاتا ہے جو کسی کی رو رعایت نہ کرے - کسی کا دبیل ہو کر نہ رہے - چاہے کیسا ہی تلیں لادناں آوے - چاہے کتنے ہی بڑے

آدمی کا سامنا ہو - اپنی متانت اور دباغت کو ہاتھ سے نہ دے - یہ اوصاف حمیدہ
سوامی جی کے سوائے اور شاید ہی کسی میں دیکھنے میں آویں - آجکل اگر کوئی شخص
کسی کو ذرا بھی ترت لگائے تو اُس کی زبان نکالنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں - مگر یہ سوامی
جی کا ہی دم تھا کہ بڑے بڑے راجوں اور مہاراجوں اور پیر اور پیغمبروں کو علانیہ
بے لفظ سُناتے تھے - مگر اُنکے اقبال کے سامنے کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ ذرا بھی
دم مارے - دیکھئے راجہ شیو پرشاد صاحب ستارہ ہند کی بھرم چھیدن میں کیسے آڑے
ہاتھوں خبر لی ہے - اور ستیارتھ پرکاش میں قوم ہنود اور اُنکے مہاتماؤں کا کیسا
خاکہ اُڑایا ہے ہمارا جی نہیں چاہتا کہ ناظرین کو ایسے اُتم اُپدیش سے محروم رکھیں -
دیش اُنتی کے لئے ہم ذیل میں سوامی جی کی درافشانی کا نمونہ دکھلاتے ہیں -

بھرم چھیدن میں سوامی جی نے راجہ صاحب کو ان اوصاف سے موصوف کیا ہے -
شوپرشاد کم سمجھ - آلسی - اُسکو سنسکرت ودیا میں شبد ارتھ سمبندھوں کے
سمجھنے کی سامرتھ نہیں - وہ الوگیہ - اُسکی سمجھ اتی چھوٹی - وہ اودّوان -
ادھرم کرم سے یُکت - اندھکاری - اُسکے نیتر پھوٹ گئے - اُسکی الپ سمجھ -
وہ شوان کے سمان - جیسی اسکی سمجھ ویسی کسی چھوٹے ودیارتھی کی بھی
نہیں - اُسکی اُلٹی سمجھ - وہ پرمتّ ارتھات پاگل - اُسکو واکیہ کا بودھ
نہیں - وہ اندھوں میں کانا راجا - تاتپرج ارتھ گیان شُنّ - پکشپات
اندھکار سے وچار شُنیہ - اشاستروت - آویت پن - ویرتھ وتنڈک -
اندھا - اُسکی متھیا آڈمبر یُکت لڑک پنی بات - وہ باد کے لکشن یُکت
نہیں - اُسکی بُدھی اور آنکھیں اندھکار آورت - وہ سنّی پاتی - وہ

کودوں دیکھے پڑھا۔ وہ اَوِدیا یکت - بالک - بدھی - بچارا سنسکرت
وِدّیا پڑھا ہی نہیں - وغیرہ ٭

ایسی ایسی مُدلّل اور مستحکم دلیلوں اور خاص وید سنگھتا کے پرمانوں کے
سامنے راجہ صاحب سے بجز اسکے اور کچھ نہ بن آئی کہ سوامی جی کی شرن آکر اور اُنسے
ہار مان کر اُنکا شکریہ ادا کریں - اگر اسپر بھی کسی شخص کو اس کہاوت کی صداقت
میں کہ ننگا خدا سے بڑا - کچھ شک ہو تو وہ جانے - اسکے آگے یہ دکھلایا جائیگا
کہ سوامی جی نے ہندوؤں کو علی العموم کیسا خلعت فاخرہ عنایت فرمایا ہے - آپکے
گھر میں کسی بات کی کمتی نہ تھی ٭

دوسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے ۳۰۵ صفحہ پر مورتی پوجنے والوں
کے لئے یہ الفاظ موضوع کئے ہیں -

آنکھ کے اندھے اور گانٹھ کے پورے - چیلی اور کپٹی - ۳۱۲ صفحہ میں اُن کو
دُشٹ بُدّھی والے - بھٹیاری کے ٹٹو اور کمہار کے گدھے کے نام سے
موسوم کیا ہے - ۳۱۳ صفحہ میں اُن کی کارگذاری اور چالچلن کو ان
لفظوں میں عیاں کیا ہے - ماتا پتا آدی مان نیونکا اپمان کرتے ہیں -
دھرم سنسار اور پرمارتھ کا کام نشٹ کرتے ہیں پورشارتھ ہوکر منش
جنم ویرتھ گنوا دیتے ہیں - آپس میں پھوٹ بڑھا کے دیش کا ناش کرتے
ہیں پوجاری پر استریوں کے سنگ اور پوجارن پر پورشوں کے سنگ
پرایہ دُوشت ہوتی ہیں - ۳۲۰ صفحہ میں بھاگوت کے بنانے والے کی خبر
لی ہے اور دیکھیے کس فصاحت کے ساتھ - واہ رے واہ بھاگوت کے

بنانیوالے لال بوجھکڑ کیا کہنا تجھکو ایسی ایسی متھیا باتیں لکھنے ہیں تنک
بھی لجیا اور شرم نہ آئی نپٹ اندھا ہی بن گیا - پھر اُسی صفحہ میں - بھلا
ان مہا جھوٹھ باتوں کو ورے اندھے پوپ اور باہر بھیتر کی پھوٹی آنکھوں
والے اُنکے چیلے سنتے اور مانتے ہیں بڑے ہی آشچرج کی بات ہے کہ یہ
منش ہیں وا انیہ کوئی - ان بھاگوت آدی پورانوں کے بنانے ہارے
جنمتے ہی کیوں نہیں گربھ ہی میں نشٹ ہوگئے - وا جنمتے سمئے مر کیوں
نہ گئے - صفحہ ۳۳۲ میں درگا پاٹھ کو بھی جسے ہندو لوگ اتنا متبرک سمجھتے
ہیں - لے ڈالا - اسکی تعریف میں لکھا ہے - دیکھیئے کیا ہی اسمبھو کتھا
کا گپوڑہ بھنگ کی لہری میں اڑا یا جسکا ٹھور نہ ٹھکانا ✤

گورو نانک صاحب اور کبیر صاحب وغیرہ کی بھی اچھی طرح خبر لی ہے

۳۵۶ صفحہ میں لکھا ہے - نانک جی چاہتے تھے کہ میں سنسکرت میں بھی پگ
اُڑاؤں - پرنتو بنا پڑھے سنسکرت کیسے آسکتا ہے - ہاں اُن گرامنوں کے
سامنے کہ جنھوں نے سنسکرت کبھی سُنی بھی نہیں تھی سنسکرتی بنا کر سنسکرت
کے بھی پنڈت بنگئے ہونگے - یہ بات اپنے مان پرتشٹھا اور اپنی پرکھیاتی
کے اچھا کے بنا کبھی نہ کرتی اُنکو اپنی پرتشٹھا کی اچھا اوشیہ تھی نہیں تو
جیسی بھاشا جانتے تھے کہتے رہتے اور یہ بھی کہہ دیتے کہ میں سنسکرت نہیں
پڑھا جب کچھ ابھمان تھا تو مان پرتشٹھا کے لئے دمبھ بھی کیا ہوگا - وغیرہ ✤
پھر ۳۵۷ صفحہ میں - نانک جی کے سامنے کچھ اُنکا سمپردایہ وا بہت سے

سشش نہیں ہوے تھے - کیونکہ اودوانوں میں یہ چال ہے کہ مرے
پیچھے اُنکو سِدّھ بنا لیتے ہیں ٭ ۳۵۵ صفحہ میں کبیر پنتھ کی یہ تعریف لکھی
ہے - (پرشن) کبیر پنتھی تو اچھے ہیں (اُتّر) نہیں - (پرشن) کیوں اچھے
نہیں - پاکھان آدی مورتی پوجا کا کھنڈن کرتے ہیں - کبیر صاحب پھولوں
سے اُتپنّ ہوے اور انت میں بھی پھول ہو گئے وغیرہ (اُتّر) پاکھان آدی
کو چھوڑ پلنگ - گدّی - تکیہ - کھڑاؤں جیوتی ارتھات دیپ آدی کا پوجنا
پاکھان مورتی سے نیُن نہیں - کیا کبیر صاحب بھُنگا تھا وا کلیاں تھا جو
پھولوں سے اُتپنّ ہوا - اور انت میں پھول ہو گیا - یہاں جو یہ بات سُنی
جاتی ہے وہی سچی ہوگی کہ کوئی جولاہا کاشی میں رہتا تھا اُس کے لڑکے
بالک نہیں تھے - ایک سمے تھوڑی سی راتری تھی ایک گلی میں چلا جاتا
تھا تو دیکھا سڑک کے کنارے میں ایک ٹوکنی میں پھولوں کے بیچ میں اُسی
رات کا جنما بالک تھا وہ اُسکو اُٹھا لیگیا - اپنی استری کو دیا اُسنے پالن کیا
جب وہ بڑا ہوا تب جولاہے کا کام کرتا تھا - کسی پنڈت کے پاس سنسکرت
پڑھنے کے لئے گیا اُسنے اُسکا اپمان کیا کہا کہ ہم جولاہے کو نہیں پڑھاتے
اسی پرکار کئی پنڈتوں کے پاس پھرا پرنتو کسی نے نہ پڑھایا تب اوٹ پٹانگ
بھاشا بنا کر جولاہے آدی نیچ لوگوں کو سمجھانے لگا - تنبورے لیکر گاتا تھا
بھجن بناتا تھا - وشیش پنڈت شاستر ویدوں کی نندا کیا کرتا تھا - کچھ مورکھ
لوگ اُسکے جال میں پھنس گئے - جب مر گیا - تب لوگوں نے اُسکو سدھ
بنا لیا - وغیرہ ٭

ہم پوچھتے ہیں کیا دنیا میں اور کوئی مہاتما بھی ایسا ہوا ہے۔ جسنے اس عمدگی کے ساتھ ہر ایک کی پول کھولی ہو۔ یہ درجہ یہ کمال اور یہ فخر فقط سوامی جی کو ہی حاصل تھا۔ افسوس ایسا گنوان ہونے پر بھی اُن بچاروں کو نام دھرتے ہیں۔ تو اسکی وجہ کیا صرف تعصب اور جہالت اور کچھ نہیں ٭

پرمان بہم پہنچانے میں سوامی جی کی غیر معمول تلاش

سوامی جی نے خلق خدا کو راہ راست پر لانے کے لئے وید شاستروں کے ایسے ایسے صحیح نسخہ بہم پہنچائے تھے کہ دنیا بھر میں کسیکے پاس نہ نکلیں۔ اتنا اہتمام اور کس سے ہوسکتا ہے۔ اور اتنی ہمت اور کسمیں ہے کہ کل عالم کو جھوٹھا کرکے اپنی صداقت قائم کرے۔ تو وجہ کیا۔ اُنکے ہاتھ میں وید کا چراغ تھا۔ اور کوئی وید جاننے والا اب تک پیدا نہیں ہوا۔ پھر بھلا اُن کی برابری کوئی کیسے کرسکتا ہے ٭ سوامی جی نے وید شاستر کے وہ وہ حوالہ دئے ہیں کہ سارے جہان کی کتابوں میں نہ نکلیں۔ اور ہم لوگوں کی تو کیا بساط ہے برہما تک اُنکا پتہ نہ لگا سکے ٭

چنانچہ

(۱) ستیارتھ پرکاش کے شروع میں ہی اونکار کی تشریح کرکے سوامی جی نے لکھا ہے کہ ایسا ہی وید آدی ست شاستروں میں سپشٹ ویاکھیان ہے ٭ ہم اوپر دکھلا آئے ہیں کہ سوامی جی کے عقیدے کے بموجب کوئی شاستر ست نہیں۔ رہے وید سو اُن بچاروں کو بھی یہ توفیق نہیں۔ کہ سوامی جی کی برابری کرسکیں چاہے کسی وید میں دیکھ لو۔ اس قسم کی تشریح کہیں بھی نہیں ملیگی۔

یہ اور بات ہے کہ سوامی جی نے اُن کی بڑائی کر دی۔ جنکو خدا نے بڑا کیا ہے
وہ دوسرے کا نام لے دیا کرتے ہیں۔ اپنی بڑائی نہیں چاہتے + پھر

(۲) پنچ مہایگیہ ودھی کے صفحہ ۲۶ میں گایتری منتر کی نسبت لکھا ہے کہ یہ منتر
اسی پرکار چاروں ویدوں میں برابر ہے۔ مگر ہمنے کتنے ہی پنڈتوں سے
دکھوایا۔ اُنکے اتھروید میں کہیں بھی نہیں ملا +

(۳) پہلی ستیارتھ پرکاش کے ۷۷ صفحہ میں لکھا ہے کہ یہ यद्वै किंचनमनुरवदत्तद्भेषजं भेषजतायाः
چھاندوگ اُپنشد کی شرتی ہے۔ مگر چاہے دنیا بھر کی چھاندوگ اُپنشدیں
چھان مارو مجال ہے کسی میں مل جائے +

(۴) دوسرے کے صفحہ ۱۳۵۔ اور تیسرے کے ۱۳۴ میں विविधानि च रत्नानि विविक्तेषूपपादयेत्
یہ آدھا اشلوک منو کے پتہ سے لکھا ہے اور اسکا بھاکھا ارتھ یہ کیا ہے۔ کہ
نانا پرکار کے رتن سوورن آدی دھن ودوکت ارتھات سنیاسیوں کو دیویں
یہ اشلوک بھی سوامی جی کی منوسمرتی میں ہی تھا اور کسی میں نہ ملیگا +
اسپر اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ سوامی جی نے لوگونکو لوٹنے کے لئے اپنے
من سے یہ اشلوک گھڑ دیا تھا۔ یہ سراسر غلطی ہے۔ کیونکہ اُنھیں لالچ تو ایک
دمڑی بھر کا بھی نہیں تھا۔ فقط دیش اُنتی کا خیال تھا۔ اگر لالچ ہی ہوتا تو اپنے
گھر کی صاحبی کیوں چھوڑ آتے۔ پھر وہ علانیہ کہتے تھے کہ ہم دھن دولت کچھ
نہیں چاہتے۔ نہ کچھ چھاتی پر دھر کر لے گئے +

(۵) دوسری صفحہ ۲۳۳۔ تیسری ۳۸۳ میں لکھا ہے۔ کہ اگر ورجی کنس کے
بھیجنے سے وایو کے بیگ کے سمان دوڑنیوالے گھوڑوں کے رتھ پر بیٹھکر سورج

اودھ سے چلے اور چار میل گوکل میں سورج است سمئے پہنچے ۔ اٹھوا گھوڑہ
بھاگوت بنانیوالیکی پرمان کرتے رہے ہونگے ۔ دا مارگ بھول بھاگوت بنانے
والے کے گھر میں گھوڑے ہانکنے والے اور اکرور جی سو گئے ہونگے دیکھئے
یہاں بیاس جی کو کیسے آڑے ہاتھوں لیا ہے ۔ پوپ لوگ کہتے ہیں کہ بھاگوت
میں ایسا کہیں نہیں لکھا ۔ اس سے ثابت ہے کہ اُن کی بھاگوتیں نا مکمل ہیں*

(۶) سوامی جی نے بحوالہ بھاگوت پوران پہلاد کی کتھا میں لکھا ہے کہ لوہے کے
تپے ہوئے کھمبے پر چیونٹیاں چلتی ہوئی نظر آئیں تب پہلاد کی ہمت بندھی*
اور کیسکے پاس شاید ہی ایسی بھاگوت ملے جسمیں یہ کتھا نکلے +

(۷) دوسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۸۷ اور تیسری کے ۲۹۰ پر
لکھا ہے کہ دو جین اوپر سے کتھن ماتر ویدمت اور بھیتر سے کٹر جین ارتھات
کپٹ منی تھے ۔ شنکر آچارج اونپر اتی پرسن تھے ۔ اُن دونوں نے اوسر پاکر
شنکر اچارج کو ایسی بکھ ئیکت وستو کھلائی کہ انکی چھدھا مند ہوگئی پشچات شریر
میں پھوڑے پھنسی ہوکر چھ مہینے کے اندر شریر چھوٹ گیا ۔ فقط * یہ بات بھی
فقط انسی شنکر دگبجے میں لکھی ہے جو سوامی جی کے پاس موجود تھی ۔ کسی
اور شنکر دگبجے میں یا شنکر اچارج اینائی رچت کسی اور گرنتھ میں ہزار تلاش
کرو اسکا پتہ نہ لگیگا * سوامی جی کے مخالف تو یہ کہتے ہیں کہ سوامی دیانند
جی نے شنکر اچارج کو ایک ترکیب سے یہ عیب لگانا چاہا کہ انھیں کسی کے دلکا
حال معلوم نہیں ہوسکتا تھا ۔ اسکی سزا میں اُنکی اپنی یہ حالت ہوئی ۔ اور
اُنکے بعض معتقدو لکا یہ قیاس ہے کہ سوامی جی نے اپنی نسبت پیشین گوئی

کی تھی - صاف لفظوں میں ظاہر کرنا پسند نہیں کیا - اور شنکر اچارج پر ڈھال کر کہہ دیا ؂

(۸) دوسری کا صفحہ ۲۳۳ - تیسری ۲۴۳ - میں سِدّہانت شِرومنی کا جو حوالہ دیا ہے - مجال ہے کسی اور کو اسکا پتہ لگ جاوے ؂

(۹) دوسری صفحہ ۱۹۷ - تیسری ۱۹۶ - میں شتنشپت شاریرک اور شاریرک بھاش کا پرمان دیا ہے - یہ پرمان بھی انھیں کتابوں میں ملیں گے جو سوامی جی نے بڑی تلاش سے حاصلکر کے اپنی لائبریری میں رکھی تھیں اور کسی کے پاس ان گرنتھوں کے ایسے مکمل اور صحیح نسخہ نہ نکلیں گے جنمیں یہ پرمان پائے جاویں ؂

(۱۰) دوسری ۱۸۷ - تیسری ۱۸۹ - میں اُپنشد کے نام سے جو بچن لکھا ہے وہ سوامی جی کی مانی ہوئی دس اُپنشدوں میں سے کسی میں بھی نہیں ملیگا ؂

(۱۱) دوسری صفحہ ۵۸۶ - تیسری ۶۰۰ میں اُپنشد کے پتہ سے جو اشلوک لکھا ہے وہ بھی سوامی جی کی اُپنشد کے سواے اور کسیکی اُپنشد میں نہیں ملیگا - ملے کہاں سے کسی کے پاس ایسی مکمل کتاب ہو تب تو ؂

سوامی جی کو شرتی اور سمرتی میں اصلاح دینی کی لیاقت تھی چنانچہ

(۱) دوسرے اور تیسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے ۸۸ صفحہ میں شرتی پرمان میں खंड کی جگہ [illegible] اور مہاشتم [illegible] کے بجاے [illegible]

بنایا ہے۔ پنڈت لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ اس اصلاح سے شرتی کا ارتھ کتنا
عمدہ ہوگیا ہے ÷ اسیطرح منوسمرتی کے دوسرے ادھیائے کے ۱۰۳۔ اشلوک
میں "شودرورت" کی جگہ "سادھوورتی" بنادیا ہے۔ دیکھو دوسری ایڈیشن
کی ستیارتھ پرکاش صفحہ ۹۰ ÷ مگر افسوس ہے کہ چوتھے ایڈیشن میں سوامی
جی کے چیلوں نے اپنے گورو کی اصلاح کی بیقدری کردی ÷

(۲) دوسری کے صفحہ ۱۱۲۔ اور تیسری کے ۱۱۰ میں۔ منوسمرتی کے نویں ادھیائے
کے ۱۷۶ ویں اشلوک میں چہارم حصہ بالکل بدل دیا ہے ÷

مگر اُن کی اصلاح ناجایز نہیں ہوتی تھی۔ جہاں اصلی عبارت سے کچھ حرج
واقع نہوتا تھا۔ وہاں اصلی عبارت رہنے دیتے تھے۔ اور جہاں مطلب خبط ہوتا تھا
وہاں اصلاح سے کام لیتے تھے۔ مثلاً دوسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے
۱۲۷۔ اور تیسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے ۱۵۴ صفحہ میں منڈک اُپنشد
کی شرتی کو جیسی تھی ویسا ہی رہنے دیا۔ مگر ۴۲ صفحہ پر اُسمیں ترمیم کردی ہے ÷
یہ اُنکے رشی پکش ہونے کا کامل ثبوت ہے۔ مگر چونکہ آجکل ایسا گڑھتا زمانہ آلگا
ہے کہ فقط ایک شہادت کافی نہیں سمجھی جاتی ہم سوامی جی کے رشی پکش ہونے
کے اور کتنے ہی ثبوت دکھلاوینگے۔ جنھیں دیکھکر مجبوراً ماننا پڑیگا کہ اُنکے مزاج
میں طرفداری اور تعصب نام کو نہیں تھا۔ اُنکی ہر ایک بات برمحل اور باموقع ہوتی
تھی۔ یعنے اُنکی ہر ایک بات پرکرن انوسار ہوتی تھی۔

چنانچہ

(۱) دوسری ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۹۴۔ اور تیسری ۱۹۳۔ میں تو لکھا ہے کہ ایشور

کونرکال ورشی کہنا مورکھتا کا کام ہے - مگر پہلی بار کی چھپی آریہ بھونیٔی کے
آٹھویں صفحہ پر آپ ہی لکھا ہے - ایشور ترکال ورشی ہونے سے اس بات
میں دوش نہیں - پھر وید بھاش بھومکا کے ۲۷ ویں صفحہ میں بھی ایشور کو ترکال
ورشی مانا ہے ٭

(۲) دوسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے ۲۷۸ - اور تیسرے چھاپے کے
۴۳۰ صفحہ پر تو یہ لکھا ہے - کہ جو ویدونکو سنتے تو بھی بھوگ کے پاپ پُنّ کی
نِورِتی ہونے سے پاپوں سے ڈرتے اور دھرم میں سدا پرورت رہتے جو بھوگ کے
بنا نِورِتی مانے تو ایشور انیائیکاری ہوتا ہے ٭

مگر پہلی بار کی چھپی آریابھنی کے ۲۵ ویں صفحہ میں لکھا ہے - ہے کرپالو آپکی
اچھا سے ہمارا پاپ نشٹ ہو جاوے ٭ پھر صفحہ ۳۷ میں - ہے مہاراج ادھیراج
منسا واچا کرمنا من سے بانی سے اور کرم سے وا پرماد سے جو پاپ کیا ہووے
وا کرنیکا ہووے میرے اُس پاپ کو کشما کر اور گیان پوروک پاپ کرنے سے بھی
مجھکو روک دے ٭ پھر صفحہ ۵۰ پر - آپ ہر دیاپ ناشک ہو ٭ صفحہ ۵۱ - پاپوں کا
نِوارن کرنے والے آپ ہی ہو ٭ صفحہ ۵۲ پر - ہے سرو پاپ پرناشک ہاپوں
کے ناشک پاپ دور کرنے والے ایک آپ ہی ویاموی پتا ہو ٭ صفحہ ۵۴ سب
پاپونکا چھڑانے والا آپکے بنا کوئی بھی اس سنسار میں ہمارا شرن نہیں ہے ٭
رگوید بھاش صفحہ ۱۹۳ - ہے گیان دینے ہارے بھگون جگدیشور جس لیے ہم
لوگوں کے راتانسی پاپونکو وناش کرتے ہوے وغیرہ ٭ یجروید بھاش صفحہ ۲۵۱
جو جو پاپ وا دھرم کرا واکرینگے - سو سب دور کرتے رہیں ٭ صفحہ ۵۳۴ - پاپکو ہم

لوگوں سے دور کیجئے۔ صفحہ ۳۱۰ ۔ چھوٹ گئے ہیں پاپ جنکے۔ سوامی جی کے اس دوسرے پکش کی ساکشی منڈک اُپنشد سے بھی ملتی ہے ۔ چنانچہ صاف لکھا ہے ۔ اُس پرماتما کے پورن گیان ہونے پہ گیانی کے ہردے کی گانٹھ کُھلجاتی ہے سارے سنشے پورت ہوجاتے ہیں اور پاپ پُنیہ روپ سارے کرم نشٹ ہوتے ہیں ۔ جب گیانی جیو پرکاش سروپ جگت کرتا ویدکے کارن ایشور کو دیکھتا ہے ۔ تب پُن پاپ کو چھوڑکر نرنجن ہوتا ہوا ایشور کی پرم سمتا کو پراپت ہوتا ہے

(۳) دوسری دفعہ کی چھپی ہوئی ستیارتھ پرکاش کے ۴۱۰ ویں صفحہ میں لکھا ہے کہ جو کُلین شبھ لکشن یُکت سودر ہو تو اُسکو منتر سنگھتا چھوڑ کے سب شاستر پڑھاوے۔ پھر صفحہ ۴۹ میں لکھا ہے ۔ پرمیشور سوئیگ کہتا ہے کہ ہمنے ان شودر آدی کے لئے بھی ویدوں کا پرکاش کیا ہے ارتھات سب منش ویدوں کو پڑھ پڑھا اور سُن سُنا کر وگیان کو بڑھا کے اچھی باتوں کا گرہن اور بُری باتوں کو تیاگ کرکے دو شوں سے چھوٹکر آنند کو پراپت ہوں۔ پھر صفحہ ۱۰۳ میں بھی لکھا ہے ۔ ویدوں کے پڑھنے اور سننے کا ادھکار منش ماتر کو ہے۔ فقط۔ پہلے کلین شبھ لکشن شودر کو بھی وید سنگھتا کے پڑھنے کا نکھید اور پھر ان شودر کے لئے بھی وید پڑھنے کا ادھکار لکھا ہے ۔ یہ پرشرم سوامی جی کو اس کارن کرنا پڑا کہ اُنکے پنتھ میں زیادہ کثرت شودروں کی ہے۔ اُنکی دلجوئی نہ کرنا دانائی سے بعید تھا۔

(۴) آریودیش رتن مالا کے گیارھویں صفحہ میں آرج کی تشریح سوامی جی نے

اسطرح پر کی ہے۔ کہ جو سرشٹ شبھاؤ دھرماتما پر اُپکاری۔ ست ودّیادی
گُن یُکت اور آریہ ورت دیش میں سب دن سے رہنے والے ہیں اُن کو آریہ کہتے
ہیں۔ پھر دوسری اور تیسری بار کی چھپی ستیارتھ پرکاش میں صفحہ ۲۲۴ لکھا
ہے۔ منشو کی آدی سرشٹی تری بشٹپ میں جسے تبّت کہتے ہیں ہوئی۔ جب آریہ
اور دسیوؤں میں ارتھات وِدّوان جو دیو اور اَوِدّوان جو اُسر اُن میں سدا لڑائی
بکھیڑہ ہوا کیا۔ جب بہت اُپدرو ہونے لگا۔ تب آریہ لوگ سب بھوگول میں اُتم
اس بھومی کے کھنڈ کو جانکر یہاں آکر بسے۔ اسی سے اس دیش کا نام آریاورت
ہوا۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ سوامی جی تبّت والوں کی نسل تھے۔ اُنکے بزرگ
یہاں ہمیشہ سے نہیں رہتے تھے۔ لہذا وہ پہلے قول کے بموجب خالص آریہ نہ ہوئے
تبھی تو اُن کی بُدّھی اس اعلیٰ درجہ کی تھی۔ تبّت والے اب بھی یوگ ابھیاسی
اور دیرگھ آیو ہوتے ہیں۔ چنانچہ مشہور بات ہے کہ لاموں کی عمر پان پانسو برس
کی بلکہ اور بھی زیادہ ہوتی ہے۔ سوامی جی کا تبّت میں آدی سرشٹی ہونے کا
قول انگریزوں سے ملتا ہے۔ اسواسطے اور بھی زیادہ قابل اعتبار ہے۔ اور جو منوسمرتی
کے دوسرے ادھیائے کے بیسویں اشلوک میں لکھا ہے لکھا ہے کہ منشو کی
آدی سرشٹی برہماورت میں ہوئی جو سرسوتی اور درشدوتی کے درمیان واقع ہے۔ بالکل
غلط ہے۔ حق تو یہ ہے کہ سوامی جی کے سوائے اور کسی میں یہ لیاقت کہاں
کہ منوسمرتی کو جھوٹھا بنا دے۔ لیاقت اسی کو کہتے ہیں۔

(۵) وید بھاشیہ بھومکا کے ۱۴۰ صفحہ پر لکھا ہے۔ جہاں وِدّوان لوگ پرم
پرشارتھ سے جس پد کو پراپت ہو کے نتیہ آنند میں رہتے ہیں اسی کو موکش

کہتے ہیں کیونکہ اس سے پوِرت ہو کے سنسار کے دُکھوں میں کبھی نہیں گرتے ۔
آریا بھِنّے صفحہ ۱۶ ۔ جسکو پراپت ہو کے پورن آنند میں رہتے ہیں پھر وہ بالنے
کدھی نہیں دُکھ میں گرتے ۔ صفحہ ۲۸۵ ۔ پرماتما میں پرویش کر کے سب دُکھوں
سے چھوٹ کے سدیو پرمانند میں رہتا ہے ۔ ستیہ دھرم وچار مطبوعہ
سمت ۱۹۳۷ ویدک یتنترالہ کاشی صفحہ ۲۵ ۔ مکتی کہتے ہیں چھوٹ جانے کو
ارتھات جتنے دُکھ ہیں اُن سب سے چھوٹ کر ایک سچدانند سروپ پرمیشور
کو پراپت ہو کر سدا آنند میں رہنا ۔ اور پھر جنم مرن آدی دُکھ ساگر میں نہیں
گرنا اسیکا نام مکتی ہے ۔ صفحہ ۲۷ ۔ وہ اننت شکتی روپ ہاتھوں سے اس
جیو کو اُٹھا کر اپنی گود میں سدا کے لئے رکھتا ہے پھر اُسکو کسی پرکار کا دُکھ
نہیں ہونے دیتا ہے اور وہ سدا آنند میں رہتا ہے ۔ ستیارتھ پرکاش
پہلے چھاپہ کی صفحہ ۱۶۱ ۔ پھر کبھی جنم مرن میں وہ پُرش نہیں آتا ۔ سدا آنند
میں ہی پرمیشور کو پراپت ہو کے رہتا ہے ۔ صفحہ ۱۶۷ ۔ اس سے پاپ پُن
رہت جب شُدھ ہوتا ہے تب سناتن پرموتکرشٹ برہم جسکو پراپت ہوتا
ہے ۔ پھر کبھی دُکھ ساگر میں نہیں آتا ۔ صفحہ ۱۹۸ ۔ جنم مرن آدک سب
دھندھوں سے چھوٹ کے جیتا جیا اتھوا شریر چھوڑ کے برہم ہی میں سدا
رہتا ہے پھر دُکھ ساگر میں کبھی نہیں گرتا ۔ کیونکہ پورو سب دُکھوں کو
بھوگ سے انوبھو کیا ہے پھر بڑے بھاگیہ اور دتیتنت پرشرم سے پرمیشور
کی پراپتی بھئی کیا وہ مورکھ ہے کہ پرمانند کو چھوڑ کے پھر دُکھ میں گرے ۔
کبھی نہ گریگا ۔ صفحہ ۲۷۵ ۔ اس ودیا سے امرت جو موکش اُس کو پراپت

ہوتا ہے پھر دُکھ ساگر میں کبھی نہیں گرتا ٭ صفحہ ۲۹۲ - جسمیں سدا اُسکو ہی
رہتا ہے دُکھ کبھی نہیں ہو سکتی ہے ٭ صفحہ ۲۹۸ دُکھوں کی اَتّینت نِورتی
اُسکو موکش کہتے ہیں کہ سب دُکھوں سے چھوٹ جانا اور سدا آنند پرمیشور کو
پراپت ہوکے رہنا - پھر لیش ماتر بھی دُکھ کا سنبندھ کبھی نہیں ہوتا کیونکہ
ایک پرمیشور کے آدھار میں وہ جیو رہتا ہے اور کسی کا سنبندھ اُس کو نہیں
سو پرمیشور یوگ سے اُس جیو میں سروگّ ترکال گیان سب پدارتھوں کا
گن اور دوش اُنکا سنتیہ سنتیہ بودھ بھی سدا رہتا ہے اس سے جس دُکھ ساگر
سنسار سے بڑے بھاگیہ سے چھوٹ کے پرمانند پرمیشور کو پراپت بھیا ہے
سو یتھاوت جانتا ہے کہ پرمیشور کے یوگ سے انیتر دُکھ ہی ہے سُکھ کبھی
نہیں پھر وہ اس دکھ میں کبھی نہیں گرتا - وغیرہ ٭

اس قسم کی تحریروں کے بعد سوامی جی کو جالندھر میں ایک مولوی سے
مباحثہ کرنے کا سابقہ پڑا اُسنے یہ اعتراض کیا - کہ جس صورت میں تم جیووں کی
پیدائیش نہیں مانتے اور ہمیشہ کے لئے مکتی مانتے ہو تو اگر ایک ایک کلپ میں ایک
ایک جیو کی بھی مکتی ہوتی جائے تو کسی زمانے میں سارے جیو مُکت ہو جائیں گے
اور سنسار نشٹ ہو جائیگا - تب تمھارا پرمیشور بھی بیکار ہو جائیگا ٭ سوامی جی کو اسکا
معقول جواب نہ آیا اور اُسیوقت سے عہد کیا کہ اب ہم مُکتی سے جیو کا لوٹنا مانیں
گے - چنانچہ بعد میں جتنی کتابیں بنائیں سب میں فقط ایک کلپ کے لئے مُکتی مانی
اور رشی پر مالونکا ارتھ بھی اسی ڈھب کا بنالیا - دیکھو رگوید بھاشیہ پستک
۲ - ۳۲ - ۳۲۳ - انک ۱۶ و ۱۷ ٭ کہاں اُس زور شور سے پرمان دیے پرمان

اور مکتی پر مکتی دید یکر مکتی کو سدیو کے لئے مانا تھا۔ کہاں اُسسے جیلخانہ بنا دیا۔
سچ ہے علم اور عقل بہت بڑی چیز ہیں۔ سچ ہے ایشور کے سوائے اور کسی کو بقا
نہیں۔ آخر مکتی کے بھی تو ایکدن دن پورے ہونے تھے۔ مگر اُسکا ملک الموت
سوائے سوامی جی کے اور کون ہو سکتا تھا۔ دوسرے اور تیسرے چھاپے کی ستیارتھ
پرکاش کے ۲۴۰ صفحہ پر لکھتے ہیں کہ مکت ہوا ہوا جیو ایک مہاکلپ کے پیچھے سنسار
میں آتا ہے اور ۲۴۱ صفحہ پر تو اسکا کچھ باقی ہی نہیں رکھا۔ لکھا ہے کہ مکتی میں
جانا وہاں سے پن آنا ہی اچھا ہے کیا تھوڑے سے کارا گار سے جنم کارا گار دنڈ والے
پرانی اتھوا پھانسی کو کوئی اچھا مانتا ہے۔ جب وہاں سے آنا ہی ہو تو جنم کار
اگار سے اتنا ہی انتر ہے کہ وہاں مزدوری نہیں کرنی پڑتی ٭ چاہے اور کچھ مانو یا
نہ مانو مگر اتنا تو ضرور ماننا پڑیگا۔ کہ سوامی جی کو وہ ہتھکنڈے آتے تھے کہ
کہ انگریزی خیالات کے ہندوؤں سے جو چاہتے تھے منا لیتے تھے۔ ویسے یہ لوگ
خدا کی تو مانتے ہی نہیں۔ بیچارے پنڈت لوگ گلا پھاڑ پھاڑ کر مرے جاتے ہیں
اُنکی کوئی ایک بات بھی نہیں سُنتا مگر سوامی جی نے جہاں ٹٹکاری دی بھیڑ بکری
کی طرح آگے آگے ہوئیے۔ تو وجہ کیا اُنکی دلیلیں ہی ایسی مضبوط ہوتی تھیں کہ
کسیکے اکھاڑے نہیں اکھڑ سکتی تھیں مجبوراً ماننا ہی پڑتا تھا۔ پھر یہ کیا تھوڑی
بات ہے کہ جس قسم کی چاہو پرمان لیلو۔ پرمان بھی ایسے ویسے نہیں۔ خاص
شرتی کے ٭ ایک اور بات بھی قابل تعریف ہے کہ سوامی جی نے اپنے اس
نیم کا کہ ست کو گرہن کرنا چاہیئے اور جھوٹھ کو تیاگن کرنا چاہیئے یتھاوت پالن
کر دکھایا۔ اور بلا تعصب ہونے کا تو اس سے بڑھکر اور کوئی ثبوت ہو ہی نہیں سکتا

کہ جب اُنھوں نے اپنے گورو وِرجانند کے اُپدیش میں خامی پائی اور مولوی صاحب
کو راستی پر دیکھا تو مولوی کی بات کو فوراً مان لیا اور مذہب کا مطلق تعصب نہ کیا۔
حق پسند آدمیوں کی یہی تعریف ہے کہ سچی بات چاہے کمینہ سے کمینہ آدمی کے مُنہ
سے نکلے اُسے بھی گانٹھ باندھ لے *

سوامی جی نے شاستر کے بچنوں کے وہ وہ ارتھ کیے ہیں
کہ چاہے ساری دنیا کے پنڈت سر پٹک کر مر جائیں اُن کی سمجھ میں نہ آئیں *

(۱) دوسری ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۹۱ - اور تیسری کے ۹۱ میں بھگوت
گیتا کے اٹھارھویں ادھیائے کے ۴۳ ویں اشلوک کے پرمان سے
سوامی جی ہدایت کرتے ہیں کہ جو بھاگنے سے یا دشمن کو دھوکھا دینے سے
جیت ہوتی ہو تو ایسا ہی کرنا چاہیے۔ مگر بقول گیتا جی کے اس اشلوک کا
اُلٹا یہ مطلب ہے کہ دشمن کے سامنے سے بھاگنا چھتریوں کا دھرم نہیں ہے *

(۲) پہلی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۹۴ - دوسری کے ۸۸ - اور تیسری کے ۸۷
میں بحوالہ منوسمرتی ادھیائے ۱۰ اشلوک ۶۵ - یہ لکھا ہے کہ شودر کُل
میں اُتپن ہوکے براہمن کشتری کے سمان گُن کرم سُبھاؤ والا ہو تو وہ شودر
براہمن کشتری اور ویش ہو جاوے * مگر عام لوگوں کو منوسمرتی کے دسویں
ادھیائے کے ۶۴-۶۵-۶۶-۶۷ ویں اشلوک کے دیکھنے سے ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ وہاں یہ پرسنگ ہی نہیں کنتو انولوم ادھ پرتی لوم کا ورنن

ہے - اور مترجموں نے ۶۴ - ۶۵ - ۶۶ - اشلوک کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ شودر امیں براہمن سے کنیا پیدا ہو وہ پارشوی کہاتی ہے - اُس سے براہمن وواہ کرے اور کنیا پیدا ہو - پھر اُس سے براہمن وواہ کرے اور کنیا پیدا ہو - اس طریق سے کنیا پیدا ہوتی جاے اور اُس کنیا کا وواہ براہمن کرتا جاے تو چھٹویں کنیا فضیلت تخم سے براہمن ذات کو پیدا کرتی ہے ❊

۶۵ - شودر برہمن بھاؤ کو حاصل کرتا ہے - اسی طریق سے کشتری و ویشیہ سے پیدا شدہ اولاد کو جاننا ❊

(۳) دوسری دفعہ کی چھپی ہوئی ستیارتھ پرکاش کے ۱۱۰ صفحہ میں رگوید کے دسویں منڈل کے ۸۵ ویں سوکت کے ۴۰ ویں منتر کا یہ ارتھ کیا ہے ہے استری تیرا جو پہلا وواہت پتی تجھکو پراپت ہوتا ہے اُسکا نام سکمارتا آدی گن یکت ہونے سے سوم - جو دوسرا نیوگ سے پراپت ہوتا ہے وہ ایک استری سے سنجوگ کرنے سے گندھرو - جو دو کے پشچات تیسرا پتی ہوتا ہے وہ اتی اوشنتا یکت ہونے سے اگن سنگیک اور جو تیسرے چوتھے سے گیارھویں تک نیوگ سے پتی ہوتے ہیں وے منش نام سے کہلاتے ہیں ❊ حقیقت میں تین کے بعد نام رکھنے کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ پھر تو معمولی بات ہو جاتی ہے ❊ اب دیکھئے سوامی جی نے تو اسکے کیسے سرشٹ اور دیش اُپکارک من بھاونے ارتھ کئے تھے - مگر پنڈت ٹھاکر داس کردم اور پنڈت کیسے اوت پٹانگ اور گھناونے ارتھ کرتے ہیں - اُن کے خیال میں سوم اگنی اور گندھرب دیوتاؤں کے نام ہیں - مگر جب اُنسے

یہ پوچھا جاتا ہے کہ بتلاؤ تمھارے وہ دیوتا کہاں ہیں۔ تو جواب ندارد
ابھی بس ہمیں ہم دیوتا ہیں اور دیوتا کیا پتھروں میں رکھے ہیں۔ وہ لوگ
اس منتر کا یہ مطلب بتلاتے ہیں کہ جبتک کنیا کا بواہ نہیں ہوتا تب تک سوم
دیوتا گندھرب دیوتا اور اگنی دیوتا کنیا کی پتی بھاؤ سے رکشا کرتے ہیں۔
سوم دیوتا تو اسکو سوم گن یعنے حیا و شرم وغیرہ دیتا ہے۔ گندھرب اسکو
روپ دیتا ہے اور اگنی دیوتا اسکو حرارت غریزہ بخشتا ہے۔ جب کنیا
کا بواہ ہوجاتا ہے تب وہ پرش جس سے اسکی شادی ہوئی ہے۔ پتی
بھاؤ سے اسکی رکشا کرتا ہے ✤ یہ منتر پرکشا کے وقت ہی پڑھتا ہے
(یا اس کی طرف سے پڑھا جاتا ہے) اور اگلے منتر میں یعنے اسی سوکت
کے ۴۱ ویں منتر میں ان تینوں دیوتاؤں کی پرارتھنا کرتا ہے۔ ان کی
سمجھ میں منتر ۴۰ کا یہ ارتھ ہے۔ اے استری صغیر سنی میں اول تیری
رکشا سوم دیوتا نے کی پھر گندھرب نے کی پھر اگنی دیوتا نے کی اب چوتھا
منش تجکو بواہ کر پتی ہوتا ہوں اور تیری رکشا کرونگا۔ اور ۴۱ ویں منتر
کا یہ ارتھ ہے۔ اس کنیا کو سوم نے رکشا کرکے گندھرب کو دیا۔ گندھرب نے رکشا
کرکے اگنی دیوتا کے سمرپن کی اب اگنی نے مجھے دیدی۔ تینوں دیوتا مجھکو اس
اس استری بہت دھن وان اور پتر وان یعنے صاحب حشمت اور اولاد کریں ✤ ان
پوپوں نے بھارت ورش کو اس دردشا کو تو پہنچا دیا۔ ابھی دیش کی انتی نہیں ہونے دیتے ✤

(۴) دوسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے ۱۱۷ صفحہ میں منوسمرتی کے نویں ادھیا کے
۷۹ ویں اشلوک کے اوتراردھ کا یہ ارتھ کیا ہے کہ جو اکشت یونی استری

بدھوا ہو جاوے تو پتی کا چھوٹا بھائی بھی اُس سے دواہ کر سکتا ہے ﴿
مگر اور ٹیکا کاروں نے کچھ اور ہی سمجھ رکھا ہے وہ پورے اشلوک کا یہ ارتھ
کرتے ہیں۔ کہ جس لڑکی کو کسی کو زبان سے دینے کو کہہ چکے اور وہ شخص
جسکو دینے کو کہا تھا شادی ہونے سے پہلے مر گیا۔ تو اُسکا چھوٹا بھائی
اُس لڑکی کے ساتھ شادی مطابق طریق کے کر لے ﴿ کہاں وہ دھوا کا بیاہ
کہاں سگائی کے بعد کی کارروائی ﴿

(۵) دوسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے ۱۱۹ صفحہ پر سوامی جی نے منوسمرتی
کے نویں ادھیائے کے ۷۶ ویں اشلوک کا یہ ارتھ کیا ہے کہ دواہت
استری جو دواہت پتی دھرم کے ارتھ پردیش میں گیا ہو تو آٹھ برس اور
کیرتی کے لئے گیا ہو تو چھ اور دھن آدمی کا منا کے لئے گیا ہو تو تین برس
تک باٹ دیکھ کے پشچات نیوگ کر کے سنتان اتپتی کر لے ﴿ منوسمرتی کے
اصلی اشلوک کا ترجمہ تو یہیں تک ہے کہ تین برس تک باٹ دیکھے ﴿
مگر چونکہ فقط اتنی عبارت سے پورا پورا مطلب ادا نہیں ہوتا۔ سب ٹیکا کار
اسکے آگے اپنی سمجھ کے مطابق جو کیفیت مناسب سمجھتے ہیں اضافہ کر دیتے
ہیں چنانچہ ۔۔امی جی نے تو اپنی رُچی کے مطابق ونشکی اُنتی کرنیکے لئے یہ
ریمارک دیا ہے کہ میعاد مقررہ کے منقضی ہونیکے بعد عورت دوسرا خاوند
کر لے یعنی نیوگ کر لے۔ اور کلوک بھٹ وغیرہ نے یہ لکھا ہے ۔ کہ اپنے خاص
شوہر کو تلاش کرنے کو جاوے یا آئندہ پہلے ہی میں اُسکے پاس چلی جاوے ﴿
اب ناظرین انصاف فرمائیں کہ دیش کی اُنتی اور چین کس بات میں ہے۔

بے اختیار مُنہ سے یہی نکلیگا۔ کہ نیوگ کریں * ہمنے سُنا ہے کہ اسی سبب سے سوامی جی کُلوک کو اُلوک کہا کرتے تھے *

(۶) دوسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۱۰۵ - اور تیسری کے ۱۰۳ - و ۱۰۴ میں سری سوامی جی مہاراج نے منوسمرتی کے چوتھے ادھیائے کے ۱۹۰ - اشلوک کا یہ ارتھ لکھا ہے کہ ایک برہم چریہ ستیہ بھاکھنادت پرہت - دوسرا بنا پڑھا ہوا - تیسرا اتینت دھرمارتھ دوسروں سے دان لینے والا یہ تینوں پتھر کی نوکا سے سمندر میں تیرنیکے سمان اپنے دُشٹ کرموں کے ساتھ ہی دُکھ ساگر میں ڈوبتے ہیں - وے تو ڈوبتے ہی ہیں پرنتو داتاؤنکو ساتھ ڈبا تے ہیں * اور ٹیکا کاروں نے اُسکا ترجمہ یوں کیا ہے کہ جو براہمن تپ اور وید ابھیاس نہیں کرتا ہے اور دان لیا کرتا ہے - وہ مع اُس دان دینے والے کے ڈوبتا ہے - جیسے پانی میں پتھر کی ناؤ۔ اب ذرا غور کیجئے کہ سوامی جی کے کئے ہوئے ارتھ میں کسقدر عمدگی ہے یعنے اُنکی تاویل کے بموجب اتینت دھرم ارتھ دان لینے والا بھی ڈوب جاتا ہے اس سے بڑھکر اور زیادہ صفائی کیا ہوگی *

انوکھی تحقیقات

دوسرے چھاپے کی ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۱ و ۲۰ - اور تیسری کے ۱۹ - و ۲۰ میں لکھا ہے کہ سرشٹی کے آد میں اگنی وایو آدت اور انگرا رشیوں کے آتماؤں میں ویدوں کا پرکاش ہوا - اور اُنھوں نے برہما کو وید پڑھایا - نیز

یہ بھی کہ یہ رشی خود بخود ترن اوستھا میں اناسری پیدا ہوئے تھے ۔ سوامی جی کے ظاہر ہونے سے پہلے اور سب پنڈتوں اور شاستر کاروں کا یہی عقیدہ تھا کہ سرشٹی کے آد میں سری برہما جی اتپن ہوئے اور انہیں کے ہردے میں پرماتما نے ویدوں کا پرکاش کیا اور انھوں نے اوروں کو پڑھایا۔ اگر سوامی جی مہاراج ایشور سے ہمکلام ہو کے یہ حال دریافت نہ کرتے تو ہم سب کو کہاں سے معلوم ہوتا ۔ افسوس منشی اندرمن صاحب پھر بھی اپنے شاستروں کو ہی پیٹتے رہے۔ دیکھئے انھوں نے پرانے اعتقاد کی تائید میں ویددوار پرکاش میں کتنا کچھ لکھا ہے۔ آپ نے اپنے دعوے کے ثبوت میں اپنشدوں وغیرہ کے پرمان دئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ انھیں یہ خبر نہ تھی۔ کہ شرتیاں سوامی جی کی لونڈیوں کے برابر ہیں۔ نہ ہوں تو پیدا کرلیں ۔

سوامی جی کی فلاسفی

ستیارتھ پرکاش کے دوسرے چھاپے کے ۲۸۹ اور تیسری کے ۲۷۶ صفحہ میں لکھا ہے کہ جو تم آدمی انگوں سے برہمن آدمی اتپن ہوتے۔ تو آپا دان کارن کے سدرش برہمنادی کی آکرتی اوشیہ ہوتی۔ جیسا مکھ کا آکار گول مال ہے۔ ویسے ہی انکے شریر کا بھی گول مال مکھ آکرتی کے سمان ہونا چاہیے۔ وغیرہ ۔

صاف لفظوں میں اسکا یہ مطلب ہوا کہ جیو جس رستہ پیدا ہوا اس کی صورت ویسی ہی ہونی چاہیے۔ نہ جانیں سوامی جی مہاراج کی اپنی صورت کیسی تھی۔ افسوس ہمیں انکے درشن نہیں ہوئے مگر ان کی طرز تحریر سے ایسا

معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی شکل مقام مخصوص سے ملتی ہوگی - کچھ ایسی خصوصیت
اُن میں ہو ہی تو اتنے کثیر لوگوں کا مجمع اُنکے گرد کاہے کو اکٹھا رہتا - اور ہر کس و
ناکس اُنپر کیوں فدا ہو جاتا - ایسے ایسی عجوبہ چیز دنیا سے اُٹھ گئی اچھا - خدا
کی مرضی *

نتیجہ

ارباب دانش و بینش سے مخفی نہوگا - کہ سوامی دیانند کے ظہور میں آنے سے پیشتر
ہی نئی روشنی والے ہندوؤں کا ایمان اپنے دھرم سے بیخبر ہونے کی وجہ سے
ڈانواڈول ہو رہا تھا - غیر مذہب کی تعلیم اور نکتہ چینیوں نے اُن کے اعتقاد کو ہندو
دھرم سے ہٹا رکھا تھا - آزادی اور خود پسندی نے اُن کے دلوں میں گھر کر لیا
تھا - اور ہر وقت یہی جستجو و پیش تھی کہ کسی ڈھب سے مذہب کی پابندی سے
چھوٹیں اور بلا روک ٹوک زمانے کی روش پر چلکر مہذب قوموں میں سرخروئی
حاصل کریں - در پردہ جہانتک اُن سے بنتا تھا اپنے دھرم کے کرم کانڈ سے
احتراز کرتے تھے - مگر کُھلم کُھلا خلاف ورزی اختیار کرنے سے ڈرتے تھے اُن کی
دلی خواہش یہ تھی کہ من مانے کرم بھی کرتے رہیں اور برادری سے خارج بھی نہوں
مگر قباحت یہ ہے کہ اس دھرم میں پیدا ہونے سے مرنے تک کے قانون بندھے ہوئے ہیں
ذرا بھی مریادہ سے باہر قدم رکھا اور نکو بنے - اس صورت میں بجز اسکے اور کیا علاج
ہو سکتا تھا کہ مذہبی آئین کو ہی کھینچ تان کر چارہ جوئی کریں - مگر اس بات میں بھی
کسی کی پیری نہیں چل سکتی جبتک بڑے بڑے پنڈت متفق الرائے ہو کر بوستھا

ندیں ایک انچ آگے پیچھے نہیں ہو سکتے - اور یہ بات احاطہ امکان سے باہر ہے -
کہ ایسے ودوان پنڈتوں کی سبھا شاستر کے ارتھ کا انرتھ کرے - لہذا ان ریفارمروں
کو عجب بلا کا سامہنا تھا - نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن - اسی ششش و پنج میں
تھے کہ سوامی دیانند سے ملاقات ہوگئی اور اُن کی مراد بر آئی - اسمیں تو کچھ کلام
نہیں کہ سوامی جی سنسکرت کے لائق پنڈت تھے - مگر اتنی لیاقت کہاں تھی کہ اُنکا
بچن پرمان ہوتا اسلیئے ان صاحبوں نے شنکراچارج کا سوانگ بھرا - اور پنڈتائی
کے ساتھ یوگ ابھیاس اور تپشیا کی دم لگادی - جہاں شاستر ارتھ میں پیش گئی
وہاں تپ کا بل دکھلانے لگے اور روایت وار سنانے لگے - اسمیں بھی کچھ کسر رہگئی
سو اخبار کالا کرکے پوری کردی - گھر کا اخبار گھر کے لکھنے والے - اور ایک سے
ایک بڑھکر منشی - غرض ہار جیت اور شہرت کا تو خاصہ بندوبست ہوگیا - اور
اس پنتھ کا نام تو پروفیسر میکسمولر صاحب اور مسٹر ویب وغیرہ نے پہلے ہی سے
تجویز کر رکھا تھا - سوامی جی نے بھی اُسپر صاد کردیا - یہ سب تو بآسانی طے ہوگیا -
مگر مذہبی اصول گھڑنے کے وقت بڑی دل لگی ہوئی - گورو چیلے کا مُنہ تکتا تھا چیلے
گورو کا - کبھی ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ ہنستے تھے کبھی روتے تھے - سبب اس کا
یہ ہوا کہ مذہبی امور کی نہ تو پوری پوری گورو کو خبر نہ چیلوں کو - آخر دونوں نے اس
کام کو آپس میں تقسیم کرلیا - چیلوں نے کہا کہ ہم اپنی ضرورتوں کو آپ ہی اچھی
طرح سمجھ سکتے ہیں اسلیئے انھوں نے تو تجویزیں نکالنے کا ذمہ لیا - اور گورو کو پرمان
بہم پہنچانے کا کام سپرد کیا - سوامی جی نے شیخی میں آکر حامی تو بھرلی مگر پرمان
دیتے وقت مشکل پڑی - بناوٹی مذہب اور من گھڑت اختراعوں کا کہاں سے پرمان

لائیں ۔ مگر واہ رے شیر ۔ ہمت نہ ہاری ۔ کہیں غلط تاویلوں سے ۔ کہیں کتر بیونت سے ۔ کہیں من گھڑت اشلوکوں سے ۔ کسی نہ کسی طرح اُن کی تسلی کر دی سوامی جی نے بھی دیکھ لیا کہ جیسا بناوٹی مذہب ہے ویسے ہی پرمان ہوں تب پوری پڑے ۔ اور اس جہت سے آرش گرنتھوں کے جو جو بچن اپنے ڈھب کے دیکھے اُنھیں تو مان لیا اور جتنے اپنے بناوٹی مت کی ہانی دیکھی اُنھیں وید وردّھ کہکر دال فے عین کیا ۔ یہ گت تو اُن شاستروں کی ہے جن سے وید کا ارتھ نرنے ہوتا ہے ۔ مثلاً وید کا براہمن بھاگ اور وید کے انگ ۔ اب جاے غور ہے کہ جب وید کے نرنائیک گرنتھوں کو ہی ماننا چھوڑ دیا تو وید کا ارتھ ہی کیسے سمجھ میں آسکتا ہے ۔ اور جب یتھارتھ ارتھ نہ معلوم ہوا ۔ تو جیسا وید کو مانا ویسا نہ مانا ۔ یہاں بھی یوگ ابھیاس والا بہروپ سوامی جی کے آڑے آیا ۔ اس سے بھی پورا کام نہ نکلا تو شرتی سمرتی کے بیچ کا آدھا حصہ لیا آدھا دبا رکھا ۔ جہاں اس ترکیب سے بھی مطلب برداری ہوئی وہاں آرش گرنتھوں کے پرمانوں میں تصرف کر لیا ۔ اور جب اتنی چالاکیوں سے بھی پوری نہ پڑی تو شرتی سمرتی کا نام دھر کے اپنی طبیعت سے نیا منتر یا اشلوک گھڑ کر پیش کر دیا ۔ یہ تو سوامی جی مہاراج کی کارگذاری ہوئی ۔ اب اُنکے چیلوں کی کارگذاری ملاحظہ کیجیے ۔ اُنکی غلت غائی یہ ہے کہ دنیا میں آسایش و آرام سے بسر ہو ۔ انکے عقیدے میں اسکے سواے نہ کوئی سُرگ ہے نہ نرک ہے اور نہ مکتی کی ہی کچھ قدر ہے بلکہ اُس بچاری کی داخل بے سُرگ ہے ۔ یہ فرقہ دراصل اُس قسم کے لوگوں کا ہے جو فقط چشم دید بات کو مانتے ہیں اور چونکہ نرک سُرگ اِن آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا اس لئے اُسے

ایک خیالی ڈھکوسلا گردان کر دنیا کے سکھ کو سُرگ اور دُکھ کو نرک سمجھتے ہیں - انکے
خیال کے بموجب یہی کہنے میں آئیگا کہ جس رنڈی کے بہت سے یار ہوں اور معقول
آمدنی ہو وہ سُرگ بھوگ رہی ہے اور جو عفیفہ اپنی عصمت و آبرو لئے بیٹھی ہے
اور چکی پیسکر یا چرخہ کات کر گذارہ کرلیتی ہے وہ نرک بھوگ رہی ہے - مگر ہندو
لوگ برعکس اسکے اول الذکر کو نرک کا اور آخرالذکر کو سُرگ کا بھاگی بتلاتے
ہیں - اُنکے ہاں دنیا کو ہیچ سمجھا جاتا ہے اور سارا تردد عاقبت کے لیئے کیا جاتا
ہے - نئی روشنی والے - اسے محض خیالی پلاؤ بتلاتے ہیں اور دنیا کو ہی سب کچھ
سمجھتے ہیں اور انکی کل کارروائی کی اسی عقیدے پر بنیاد رکھی گئی ہے - اگر یہ
لوگ کوئی نیک کام کرتے بھی ہیں تو دنیا کی خاطر نہ کہ دین کی - مثلاً تحصیل علم
انکے ہاں درا صل اسیواسطے اچھا سمجھا جاتا ہے کہ اس سے دنیا میں بہبودی حاصل
ہوتی ہے - ہوں فقط اسی غرض سے کیا جاتا ہے کہ اس سے وایو شدھ ہوتی
ہے اور تندرستی حاصل ہوتی ہے - پرانایام سے فقط اتنا ہی مقصود رکھا گیا ہے
کہ غلیظ ہوا نکلجاوے اور صاف ہوا کو جگہ دے - چوٹی سے فقط اتنی مراد ہے کہ
چندو کھری میں ٹھنڈک نہ لگے - علیٰ ہٰذالقیاس جو بات ہے دنیاوی آرام اور
آسایش کے لیئے ہے - اور ہونا ہی چاہے - جب انکے ہاں دنیا کے سُکھ کا نام سُرگ
قرار دیا گیا تو لازم آیا کہ جو کچھ کارروائی کریں ہمیں کے سُکھ بھوگنے کے کارن کریں -
یہ تو انکا اصلی مقصد ہے باقی جو کچھ ہے اسی کی شاخ ہے - مثلاً سہل پسندی -
کفایت شعاری - آرام طلبی - آزادی - نمود - چھوت پاک میں بچار نہ رکھنا -
ذات پانت کی پابندی کو فضول سمجھنا - تیرتھ برت کو نہ ماننا - نیوگ پر جان دینا -

وغیرہ وغیرہ *

اس پنتھ کے اصولوں کی گہرٹنت صاف کہے دیتی ہے کہ یہ اُن لوگوں کا دل رکھنے کو بنایا گیا ہے - جنکا آچرن بگڑا رہتا جنھیں وید اور گایتری کا ادھکار نتھا - جنہیں جنیوت پاک کا بچار نتھا - جنھیں کریہ کی رسم تری نہیں سمجھی جاتی تھی اور جنکو بڑی ذاتوں میں اونچی جگہ نہیں ملنے پاتی تھی * مگر وسیان رہے کہ اس سے کچھ وہ لوگ بڑے نہیں ہو گئے - ہاں جنکا شمار شریفوں میں تھا انہیں ملکہ وہ ضرور انکے سے ہو گئے - مگر یہ بھی ایک طرح کی دلجوئی ہے - جیسا کہ فارسی کی دوسری کتاب میں لکھا ہے کہ کسی نے ایک کبڑی سے پوچھا تو کیا چاہتی ہے کہ خدا تیرا کبُ سیدھا کر دے یا دوسروں کو تیرے جیسا کر دے - اُسنے جواب دیا میں یہ چاہتی ہوں کہ دوسرے بھی میرے ہی سے ہو جائیں * رذیلوں کا فائدہ اس میں تب ہی تک ہے جبتک شریف اسمیں شامل ہیں - مگر شریف اسمیں داخل ہونا چاہیں تو اُن کی بھول ہے - کیا کوئی عقلمند بڑی پدوی سے نیچے گرنا چاہیگا - مگر آجکل بہت سے لوگ اسی میں فخر سمجھتے ہیں *

ہمنے اس رسالہ کو دیانند جی کا حامی بنکر شروع کیا تھا - اور ناظرین نے دیکھا ہوگا کہ اُن کی طرفداری میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا - مگر ستیارتھ پرکاش پھر بھی اپنا جلوہ دکھائے بدون نہ رہی - اس نے اُن کا پردہ فاش کر دیا *

خاتمہ

آج کل یہ دستور ہو رہا ہے کہ جہاں کوئی مذہبی کتاب چھپی اُسکے ساتھ ہی اُسکا کھنڈن نکلا۔ اب ہمیں یہ حیرت ہے۔ کہ اس رسالہ کا کھنڈن کس کی طرف سے ہوگا۔ سناتن دھرم والوں کی طرف سے۔ یا دیانندیوں کی طرف سے۔ کیا وجہ کہ نتیجہ کے سوا ہمنے جو کچھ لکھا ہے۔ سوامی جی کی مدح میں یا اُنکے اوپدیشوں کو عام فہم عبارت میں ظاہر کرنے کے لئے ہی لکھا ہے۔ اس صورت میں طرفین میں سے جو کوئی لکھیگا سوامی جی کے برخلاف لکھیگا۔ جب اُنکے برخلاف ہوا۔ تو خاص اُنھیں کی تصنیف کی ہوئی بہت سی کتابیں موجود ہیں۔ اُنھیں پر طبع آزمائی کیوں نہ کریں۔ رہا نتیجہ اس میں ہمنے اتنا تو ضرور کیا ہے کہ سوامی جی کی اور اُن کے چیلوں کی رو رعایت نہیں کی۔ جو بات اصل اصل تھی ویسی کی ویسی لکھدی ہے اسلئے اُسکا کھنڈن گویا ست کا کھنڈن ہوا۔ اور ست کا کھنڈن کبھی ہو نہیں سکتا۔ اس بات کی سند نہیں ہے کہ کسی نے دو چار اُلٹی سیدھی لکھکے اُسکا نام کھنڈن دھر لیا۔ اور کچھ اور پار نہ بسائی تو مصنف کی پرسونیلٹی پر نکتہ چینی کرنے لگا یا بحث لفظی پر تکرار۔ اس بیان سے ہماری غرض شیخی مارنے یا اپنی کمزوری دکھلانے سے نہیں ہے۔ دو چار سے بُرے ہونگے تو دو چار سے بھلے بھی ہونگے۔ کوئی انسان ایسا نہیں جسمیں کوئی نہ کوئی عیب نہو کوئی انسان ایسا نہیں جسمیں ایک نہ ایک خوبی نہ ہو۔ جو اُسکے طرفدار ہوتے ہیں وہ فقط خوبی ہی خوبی دیکھتے ہیں اور جو مخالف ہیں وہ فقط عیب ہی عیب نکال لیتے ہیں۔ نہو تو دل سے ایجاد کر لیتے ہیں۔ انسان تو انسان ہے۔ خدا تک کو نہیں چھوڑتے۔ لہذا اس فقرہ سے کچھ ذاتی نفع نقصان مقصود نہیں ہے۔ ہمارا مطلب فقط اتنا ہی ہے

کہ ان باتوں میں انٹرسیٹ ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ کھنڈن اُسی کو کہیں گے جو
مبیّن کے مطلب و بیان کی تردید میں ہو۔ معقولیت کے ساتھ ہو۔ اور بغرض رفاہ عام
ہو۔ اگر کوئی صاحب اتنی ہمت کریں تو ہم اُن کے غایت مشکور ہوں گے۔ کیونکہ
وہ دراصل ہماری امداد ہوگی۔ طرفین میں سے چاہے کسی کی طرف سے ہو۔ یہاں
یہ جتا دینا بھی ضروری ہے کہ ہمنے اس رسالہ کو کسی خاص مذہب کا ہو کر نہیں لکھا
ہے۔ فقط کامن سینس اور انصاف کو اپنا رہنما بنایا ہے۔ اسمیں بھی کسی کو بُرا
لگے تو امر لاچاری ہے۔

کہیں جو مُنہ دیکھی ہم کسی کی نہیں یہ ہرگز شعار۔ اپنا
کریں مروت ہم اُن کی پھر کیوں جو آپ کھودیں وقار اپنا

تسلیم

احقر العباد شیو نراین پرشاد
۱۶ فروری ۱۹۲۳ء

٭٭٭٭
٭٭
٭

اپنی طرف سے تو ہمنے بدزبانی سے بہت بچاؤ
کیا ہے ۔ اگر سہو سے کوئی جا بیجا لفظ لکھا
گیا ہو تو ناظرین معاف فرمائیں اور اس احقر
کو اطلاع بخشیں تاکہ اُسکی تصحیح کیجاے ۔ ہمنے
کوئی بات خصومت کی راہ سے نہیں لکھی ۔
جو کچھ لکھا ہے حق جان کر لکھا ہے اور یقین
ہے کہ ناظرین بھی اُسے حق سمجھینگے ۔ مگر
اَلاِنسَانُ مُرَکَّبٌ مِنَ الخَطَا وَ النِّسیَان

اس خاکسار کا پتہ یہ ہے :-
شیو نراین ہیڈ کلرک
دفتر کمسریٹ
ملتان